مضمون تعزیتیون

ارتحالِ تان زمان سعدیِ ہندوستان جناب مرحوم رشید علی صاحب انیق

(از جناب حکیم مہدی حسن صاحب احسن)

(سب کہان کچھ لالہ و گل مین نمایان ہو گئین)
(خاک مین کیا صورتین ہونگی جو پنہان ہو گئین)

(فنا)

دُنیا کی (ڈکشنری) مین یہ تین حرف کا لفظ اپنی خوفناک صورت کا اثر صرف ذی حیات
ہی پر نہین ڈالتا بلکہ موجودات و نباتات بھی اُس کی ڈراونی شکل سے خائف ہون تو کچھ
تعجب نہین ہم نے دیکھا ہے کہ سرسبز باغون کے شاداب اور خوشنما پھول اپنی رنگین ادائیان
دکھانے نہ پائے کہ مورد خزان ہوگئے۔ جب قمری مہینے کی ابتدائی تاریخون مین خوشنما
چاند اپنی ضیا باریون سے سطحِ دُنیا کو منور بنا رہا تھا اُس وقت اُس کے رنگارنگ جلوون
پر حسن پرستون کی نگاہین جمی ہوئی تھین۔ بلند عمارتون کے کلس اور مینارون کو اس نے
پاکیزہ اور ستھری روشنی دلچسپ منظر بنائے ہوئے تھی۔ خوب صورت چاند کا عالمگیر حسن
دُنیا کے ہر حصے مین ایک ہی طرح کی دلفریبی پھیلا رہا تھا۔ یعنی اہل شہر کے لیے اُس کی
کی وقعت خاص نہ تھی۔ غیر آباد صحراؤن کے دامن اور بلند پہاڑون کی چوٹیون پر بھی
شاعری نورانی شعاعین اٹکھیلیان کر رہی تھین اور خوفناک سمندر کی بے قرار موجین
جن کے مقناطیسی قوت سے جزر و مد کی کشاکش مین پھنسی ہوئی تھین۔ اس
مین ہزار دلاولانی چادر کا فرش قدرت نے اس سلیقے سے سطحِ دُنیا کے نشیب فراز کی
سیر صاحب مرحومین شکن اور سلوٹ کا نام نہ تھا۔ امیرون کے عالی شان محل اور غریبون کی

ٹوٹے پھوٹے جھونپڑون پر فیض رسان ماہتاب کی کرم گستری یکسان تھی۔ اُس وقت چند سکنڈ کے لیے بھی ابر کے پردے مین اُس کا مُنہ چھپانا دُنیا اندھیر کرتا تھا۔ افسوس۔ اِس آسمانی معشوق کا حسن بھی مستعار تھا جو بہت کم راتون مین دیکھتے ہی دیکھتے فنا ہو گیا جب اندھیری راتون کی بزم آرائیون مین شمع کی لطیف روشنی اپنا نور پھیلا رہی تھی اور اُس عاشق کُش حسین کے قریب سوختہ جان پروانون کی لاشون کے ڈھیر ہو گئے تھے تو کیا فنا ہو جانے کے خوف سے اُس کے پُر ضو چہرے پر زردی نہ چھا گئی تھی۔ پھر وہ وقت آ گیا جب نسیم سحر کے بیدرد جھونکون نے جھلملاتی ہوئی روشنی کو فنا کر دیا۔ موسم گل کی چند روزہ بہار دیکھنے والے پھول جو کبھی رنگین طبع عاشق مزاجون کے بستر پر مہکا کرتے تھے اور کبھی زاہد فریب حسینون کے گلے کا ہار بنے ہوئے تھے۔ جن کی روح افزا خوشبوئین صحرا کے وسیع دامنون کو بسا بسا کے عطر آگین بنا رہی تھین۔ اُن کو باد سموم کے ظالمانہ دست درازیون نے خاک مین ملا دیا۔ یا یون کہیے کہ فصل خزان کے دست بُرد سے وہ فنا ہو گئے بنظر عبرت عالم فانی کی دلچسپیان دیکھنے والی آنکھین بازیچۂ ہستی کے خوشنما سامان کو فانی تسلیم کیے ہوئے ہین۔ آثار صنادید ماسلف اور عمارات پُر شان و شوکت جن کی عظمت و جبروت سے تند مزاج آفتاب کی تیز شعاعین بھی دب دب کر نکل جاتی تھین اُن کے منہدم حصون مین فنا کی خوفناک صورت دیکھنے والے خستہ کو مزدور قراول صاحب خانہ سمجھ کر خون کے آنسو روئین تو کیا ہوتا ہے؟ تفرقہ انداز آسمان کی کاوشون نے ایسی ایسی بولتی چالتی تصویرین مرقعۂ عالم سے نیست و نابود کر دین کہ جن کا بدل مافات اُس کے ہزارہا دور ختم کرنے پر بھی ممکن نہین۔ فرشتۂ موت کے جابرانہ عمل سے کچھ چارہ نہ تھا۔ جب ہم اپنے چاہنے والے دوستون کو یا نازپروردہ عزیزون کو دم توڑتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور وہ اخلاص و مروت بھری ہوئی آنکھین جو زندگی مین اپنی سحر آفرینیون سے جفاکار معشوقون کے سنگین دلون پر قبضہ کرنے والی تھین۔ اُن کو خواب مرگ کے گہرے نیند نے فرصت نہ دی کہ عالم نزع مین سر و سینہ پیٹنے والے غمزدون کو بھی منع کر سکین۔

موت؟ اور صندی موت؟ تو اپنا فرض منصبی ادا کرنے مین آ

کرتی کہ کوئی حسرت بھری مان اپنے بچھڑنے والے فرزند کو گلے لگا کر اپنی آخری تمناؤن کو پورا کر سکے۔ موت؟ او بیدرد موت؟ تیرے عملدرآمد مین اتنا وقفہ بھی نہین کہ کوئی آرزومند اپنے دل کے اندر دبی ہوئی آرزوؤن کو وصیت کے پیرایہ مین ظاہر کر سکے فراق اجل عجب دائمی فراق ہے کہ جس کے بعد پھر دیدار کی حسرت پوری ہونے والی نہین۔ مسافران عدم کی راہ دیکھتے دیکھتے اگر آنکھین پتھرا جائین تو وہ مانوس صورتین جو کبھی محفل آرائے بزم وصال تھین اپنی جھلک بھی نہین دکھاتین۔ خواب مرگ کے سونے والے جو زندگی مین وفاداریون کے ہزارون وعدے کرتے تھے ایسے بیخبر ہین کہ خونین جگران صف ماتم کی آہ وزاری کی داد بھی نہین دیتے۔ کائنات کے بہت فانی اجسام قدرت کے دستور العمل کے مطابق فنا کے بعد بھی عالم ہستی مین صورت پذیر ہوتے ہین۔ لیکن اُس فرد بے مثال کا غم لاعلاج جس کا نعم البدل آسمان پیدا کرنے سے عاجز و مجبور ہو جاتا ہے۔ اس کی جفاکاریون نے کیسے کیسے صاحب کمال ارباب جوہر کو خاک مین ملا دیا کہ فرشتے تک جن کی صف ماتم کے سوگوار رہتے ہین۔ شیرین مقال نازک خیال محفل آرائے بزم سخندانی۔ بلبل ہزار داستان شیرین بیانی یعنے منشی امیر احمد صاحب امیر غفر اللہ تعالے شانہ کا غم عالمگیر تھا اشک حسرت و یاس سے دامن و آستین نمناک ہونے کی نوبت نہ آئی تھی کہ آسمان کے ستم تازہ سے ارباب لکھنو جگر خون ہو گئے۔ اب ہم ایک مسافر منزل آخرت کی تصویر کھینچتے ہین جن کی خبر مرگ سے ہر دل بیقرار ہے۔ اور ہر چشم اشکبار ہے۔ افسوس نفیس خلد آشیان۔ افسوس جو پاک نام زبان قلم پر جاری ہے وہ سادات عظام سے۔ ایک ایسا عالی خاندان شخص تھا جس کی عظمت خاندانی اور فیض شیرین بیانی سے اُس کے وطن کا نام فیض آباد ہو گیا۔ آپ کا اسم گرامی میر خورشید علی نفیس تھا۔ آپ کے جد اعلے عہد سلطنت [illegible] لکھنو تشریف لائے۔ اور مرجع خاص و عام ہو کر اعلے درجے کی عزتین حاصل کین اور اپنی شیوہ بیانیون سے قدردان ملک کے مقبول ہوئے اصناف شاعری سے صنف مرثیہ گوئی اس خاندان کے لیے منجانب اللہ ودیعت رکھی گئی تھی جن کے کارنامے صفحۂ روزگار پر تا قیام قیامت یادگار رہین گے۔ تاریخ کے صفحون مین ہزارون برس پہلے سے اس وقت تک ایسی بلند پایگی کسی مرثیہ گو نے نہ پائی۔ چنانچہ میر صاحب مرحوم کسی مرثیہ مین فرماتے ہین۔ ؎

نام بڑھتا گیا جب ایک کے بعد ایک ہوا

اور دوسرے مرثیہ مین اپنے خاندان جلیل کی طرف اشارہ فرماتے ہین۔ ؎

عمر گزری ہے اسی بادیہ پیمائی مین
پانچوین پشت ہے شبیر کی مداحی مین

ایسے مومن پاک اور عالم باعمل کی شان مین باہماک حسن عقیدت و غلو علو مرتبت اگر ہم کہین
کہ آپ کے شرف قدوم سے بہشت کو ناز ہے تو کچھ مقام استعجاب نہین بلکہ یہ اظہار
واقعیت ہے۔ البتہ جو شخص نازش بہشت و افتخار ارض جنت کو صورت حال کا مغیر
سمجھے اُسکے زندیق ہونے مین کوئی کلام نہین۔

جب روح لطیف نے جسم خاکی سے مفارقت کی تو نماز صبح کی نفلیات کا وقت
قریب تھا یعنی قضا باعث تقضاے وجوب ہولی۔ صبح نے گریبان چاک کیا۔ اس غمناک
منظر کے مشاہدے سے نجوم فلکی جھلملاتے ہوئے دریاے فلک مین ڈوبے۔
نسیم سحری کے جھونکون نے حوران بہشتی کو مژدۂ قدوم بندۂ خاص و معصوم سُناکر باغ باغ
کردیا۔ ایسے بردل عزیز کا غم عالمگیر تھا تمام لکھنؤ مین غلغلۂ ماتم سے ہنگامۂ محشر بپا ہوگیا
اُس نفس مطہر کو علماے کرام اور عمائد شہر اپنے کاندھون پر اُٹھائے تھے اور صورت تخت سلیمان
ہمدردان قوم کے دوش پر دہ تابوت روان تہا۔ انسانی گروہ کے علاوہ کچھ غیر محسوس
صورتین بھی شریک میت تھین جن کی دردناک آوازین اور جگر خراش نالے ساکنان
عرش معلی کو بے چین کررہے تھے۔ (زبان) زبان حال سے اپنی بیکسی پر فریاد کنان
تھی۔ شاعری اپنی یتیمی پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتی تہی۔ فصاحت خاک برسر۔ اور سخن داغ
بر جگر تھا۔ گریبان دریدہ عزیزون کے جانکاہ بین اہل [illegible] کے دل و جگر مین چٹکیان
لیتے تھے۔ اس احتشام سے ایک مسافر سفر آخرت کی [illegible] دوسرے دن اہل اسلام نے
دریاے گومتی پر پہونچائی۔ جس کو دیکھتے ہی دریا کی بے قرار موجون نے ایسے جسم اطہر
کو آغوش مین لینے کے لیے ساحل دریا سے سر ٹکرانا شروع کیا۔ راقم بھی بوجہ خصوصیت
غلامی شریک میت تہا۔ وہ تابوت میری نظرون مین جنازہ نہ تھا بلکہ ایک پُرصولت و
جبروت سلطان کی سواری کا دبدبہ حاملان میت کو ادب و لحاظ کے حلقے مین لیے تہا
ملائک سماوی کی سریلی اور خوش آیند آوازین بلند تھین۔ سواری ہے مداح شہید کربلا کی

کون کے پانچ بجے غسل میت سے فراغت ہوئی اور جنازہ براہ چوک جناب قبلہ وکعبہ سید تقی صاحب مرحوم کے امام باڑے مین داخل ہوا۔ کئی ہزار آدمی عمائد اور علماے شہر سے داخل صفوف نماز میت تھے۔ جل شانہ مجتہد العصر جناب قبلہ وکعبہ میر آغا صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور نعش جناب قدسی درجات میر انیس صاحب قبلہ مرحوم کے باغ مین لائی گئی۔ اس باغ مین جو مقبرہ واقع ہے اُس مین اور بھی ان کے عزیز قریب کی قبرین ہین۔ آفتاب غروب ہو چکا تھا کہ اُس امانت پاک کو خاک کے سپرد کر دیا۔ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔ مجلس سوم کی تقریب مین بکمال غلو اہل شہر نے پرسا دیا۔ شعراے لکھنؤ کے افکار بے مثل سے بہت سی تاریخین وفات کی پڑھی گئین۔ ماشاء اللہ ماہران فن اور واقفان رموز سخن نے خوب خوب طبع آزمائیان کین تھین۔ راقم نے بھی ایک تاریخ لکھی تھی جو ناظرین کی خدمت مین پیش کی جائے گی۔ تاریخ خوانی کے بعد جناب میر خورشید حسن صاحب عروج خلف الصدق جناب میر نفیس صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ نے اپنے والد مبرور کے نو تصنیف مرثیہ کے چند بند پڑھے جس مین جناب نفیس نے اپنے احباب کو مخاطب کر کے اپنی خبر مرگ کی پیشنگوئی فرمائی تھی۔ جس بیت پر جناب عروج نے اپنی مرثیہ خوانی کو ختم فرمایا وہ قدردان ناظرین کے لیے ایک وصیت قابل التعمیل ہے۔ ع

دعاے خیر سے روح حزین کو شاد کرین
ہمارے بعد بھی احباب ہمکو یاد کرین

پھر جناب مولانا سید محسن صاحب قبلہ کی حدیث خوانی پر اس مجلس تعزیت کا خاتمہ ہوا

(سید مہدی حسین [illegible] من نفیس اعلی مقامہ فی درجات الجنان)

مرثیہ

بہت ہم نے دنیا کے دیکھے نظارے	تھے دلچسپ عالم کے سامان سارے
کبھی دھوپ نکلی کبھی نکلے تارے	ہزارون ہوئے انقلاب ایسے بارے
شب مہ سے ہونے نہ پائی تھی سیری	
کہ آئین ڈرانے کو راتین اندھیری	
پہاڑون پہ سبزے بہت لہلہائے	گل لالہ کھل کھل کے کیا رنگ لائے

ہنسے گل تو غنچے بھی کچھ مسکرائے — نتیجے پہ شبنم نے آنسو بہائے

جو اشک طرب چشم بلبل سے نکلا
لہو بن کے ہر ہر رگ گل سے نکلا

تغیر نے حالت یہ پھر اُن کی کر دی — کہ رنگ فلک ہو گیا لاجوردی
زمیں چھا گئی عارض گل پہ زردی — ملی جو گیا اہل گلشن کو وردی

خزان آئی فصل بہاری سدھاری
وہ رونق گلستان کی ساری سدھاری

کبھی صبح عشرت کبھی غم کی راتین — تلون مزاج آسمان کی ہین گھاتین
یہ ادنے سی ہین اسکی فطرت کی باتین — تمنا زدون کے مراد نکلین براتین

کوئی لے کے جاتا ہے لاشا کسی کا
کوئی دیکھتا ہے تماشا کسی کا

جو خود تھک گیا ظلم سے فتنہ آرا — اجل کی طرف کر دیا اک اشارا
فنا کر دیا اُسنے سامان سارا — نہ قیصر سکندر نہ ہے گور دارا

مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے
زمین کھا گئی نوجوان کیسے کیسے

جنہین مہربان مان نے نازون سے پالا — جنہین اپنے گھر بھر کا سمجھا اُجالا
جنہون نے جوانی کا جوبن نکالا — پڑا اُن کو اس کی جفاؤن سے پالا

ملی خاک مین جب کمائی کسی کی
سنی کچھ نہ اس نے دُہائی کسی کی

سلاطین باعظمت و شان دیکھے — فلک [illegible] جنکے ایوان دیکھے
شہنشاہ فغفور و خاقان دیکھے — فنا ہونے والے یہ سامان دیکھے

مٹے سب یہان نقش فانی کی صورت
رہی اُن کی قصہ کہانی کی صورت

زمانے کے کیا رطب و یابس کو روئین — کرین یاد کس کس کو کس کس کو روئین
عزیزون کو پیٹین کہ دونس کو روئین — وہ [illegible] ہاے ہم جسکو روئین

بہت شہر خموشان کی یہ رسم بارے
صدا بھی نہ دین گے جو کوئی پکارے

مرقع مین عالم کے تھے جو صف آرا
نہ کچھ چل سکا زور اور جبر ہمارا
گیا رفتہ رفتہ سبھون نے کنارا
لحد مین بھی ہاتھون سے اپنے اُتارا

اُدھر موت کی نیند وہ سو رہے ہین
سرہانے کھڑے اُن کو ہم رو رہے ہین

کسی اور قصہ مین کیا دل لگائین
بہت دل پہ چھائی ہین غم کی گھٹائین
ہم اپنے وطن کی کہانی سنائین
ذرا خود بھی روئین ہمین بھی رُلائین

جو گردون حشم تھا یہ وہ لکھنؤ ہے
جو رشک ارم تھا یہ وہ لکھنؤ ہے

یہی خاک ہے پاک جسمون کا مولد
اسی خاک سے ہین مرکب وہ مفرد
اسی خاک پر ہین فرشتون کے معبد
جو ہین جرعہ نوش مے عشق سرمد

یہی خاک ہے کیمیاے سعادت
یہی خاک ہے طوطیاے بصارت

اسی سرزمین پر تھے ہر فن کے کامل
سخندان سخن فہم خوش فکر و قابل
ادیب و فقیہان علام و فاضل
حسین مہ جبین خوش روش خوش شمائل

ہر اک واقف رمز و راز مسیحا
طبیب اس جگہ چارہ ساز مسیحا

نکات تفضیلت سے ہر طرح ماہر
باسباب باطن باوضاع ظاہر
بہ تذکیہ نفس معصوم و طاہر
شہ التمش یا حبیب مظاہر

اسی پاک بستی مین گھر تھا سبھی کا
کہ یہ شہر نور نظر تھا سبھی کا

دماغ اُن کے معیار عالی مسائل
بعید احتشام و فرزدق خصائل
فصاحت پہ طبع سخن ساز مائل
ہر اک امراء القیس و سحبان وائل

وہ اُردو زبان کے جو ممتاز جوہر ہے

عزیز صفاہان و شیراز ٹھہرے

اجل تیرے شاکی ہین انسان لاکھون — اُجاڑے ہین ذیشان ایوان لاکھون
کیے چاک تونے گریبان لاکھون — ملے خاک مین تجہ سے ارمان لاکھون

فغان کر رہے ہین جگر خون بہت سے
شکستہ ہوے قلب محزون بہت سے

اُجاڑے بہت گہر بہت دل دکھائے — بہت خون کے تونے آنسو رلائے
فلک پر زمین سے حمد اکیون نہ جائے — نفیس ارم آشیان ہائے ہائے

نفیس اہل اسلام کا محترم تھا
دم اُن کا ہمارے لیے مغتنم تھا

وہ زیب مجالس تھا فخر محافل — وحید النظیر و عدیم المماثل
حق آگاہ و حق جو عبادت شاغل — ہوا رتبہ قرب معبود حاصل

زمانے کی لذت نہ کچہ اُسنے جانی
کٹی فکر انجام مین زندگانی

کیے نظم اشعار فضائل علی کے — لکھے اُسنے کیا کیا فضائل علی کے
زبان پر تھے گویا فضائل علی کے — ہر اک شخص سمجھا فضائل علی کے

وہ مداح ذات شہ کربلا تھا
نفیس اُس کو خالق سے درجہ ملا تھا

نفیس اب ہے اور سیر باغ ارم ہے — نہ کچہ فکر دنیا نہ عقبا کا غم ہے
غلامان حیدر مین جبرہ رقم ہے — وہ حوران جنت کا اک محتشم ہے

بشر کو ملک کا جو رتبہ ملا ہے
یہ مدح حسین و حسن کا صلا ہے

بس احسن کہان تک یہ جانکاہ نالے — کہان تک کوئی اپنے دل کو سنبھالے
مضامین غم نے اثر خوب ڈالے — کہ روتے ہین دل تھام کر سننے والے

زمانہ اسی طرح کے غم سہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا

رباعیات

از جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس

صد حیف وہ ذاکری کا سامان نہ رہا — وہ مرثیون کا رنگ وہ عنوان نہ رہا
ہر جا ہے یہی ذکر یہی چرچا ہے — افسوس نفیس سا سخندان نہ رہا

ایضاً

داغ الم انیس پھر تازہ ہوا — رنج عدم انیس پھر تازہ ہوا
زندہ تھا نفیس سے فقط نام اُنکا — گویا کہ غم انیس پھر تازہ ہوا

ایضاً

افسوس وہ مجلسون کی صورت نہ رہی — ہم لُٹ گئے وہ ہماری عزت نہ رہی
ہر جا ہے یہی ذکر یہی چرچا ہے — بزم غم شاہ دین کی زینت نہ رہی

ایضاً

ہے طرز فغان فاختہ کی کُو کُو مین — اس غم سے کوئی قلب نہین قابو مین
مونس کے قریب کیون نہو قبر نفیس — ہوتی ہے مدام دل کی جا پہلو مین

ایضاً

دُنیا سے نفیس کیسی عجلت مین گئے — چھوڑا ہم سب کو آپ جنت مین گئے
قصر حضرت کے پاس ان کا بھی ہے گھر — مداح تھے جنکے اُن کی خدمت مین گئے

مرثیہ

اندھیر کیون ہر آنکھ مین سارا جہان ہوا — کون آفتاب تھا جو زمین مین نہان ہوا
کیسا یہ انقلاب تہِ آسمان ہوا — ناگہ بلند دل سے یہ شور فغان ہوا

رحلت از جہان ز حکم خداوند مشرقین
خورشید آسمان سخن مادح حسینؑ

ہے ہے نفیس ابن انیس سخن شناس — اہل عزا جو ہین نظر آتے ہین وہ اداس
جاری مری زبان پہ ہے یہ کلمہ ہر اک — دُنیا سے ہائے اُٹھ گیا وہ قدردان یاس

اکثر اسی طرح مری عزت بڑھائی ہے
اس مرتبہ پہ کہتے تھے تو میرا بھائی ہے

مداح پانچ پشت کے تھے وہ فلک جناب
اوج سمائے علم و ہنر کے تھے آفتاب
کہنے مین بے عدیل تو پڑھنے مین انتخاب
بعد انیس اُن کا نہ عالم مین تھا جواب
تھا کونسا کمال کہ پایا نہین جسے
مجلس وہ کونسی تھی رُلایا نہین جسے

بعد انیس تھے کئی اس گھر مین مدح خوان
مونس سا خوش بیان سخن سنج و نکتہ دان
انس و وحید ذاکر سلطان انس و جان
بعد اُن کے تھا نفیس سے زندہ یہ خاندان
جتنے تھے سب وہ جانب خلد برین گئے
سب مر گئے نفیس جہان سے نہین گئے

مجلس مین آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین اُدھر اِدھر
یعنے ابھی نفیس یہان تھے گئے کدھر
پاتے نہین نشان جو اُن کا زمین پر
مایوس ہو کے پھرتی ہے ہر شخص کی نظر
یہ پوچھتے ہین اپنے دل ناتوان سے ہم
کھوئے ہوئے کو ڈھونڈھ کے لائین کہان سے ہم

کیون آنکھ مین ہماری زمانہ نہ ہو سیاہ
لی حضرت نفیس نے خلد برین کی راہ
فرماتے ہین جناب جلال سخن پناہ
مجلس کی رونق اُٹھ گئی منبر کی زیب و جاہ
کچھ دور تو نہین جو ہو افسردہ موت بھی
یہ مرثیہ بھی اُن کا ہے تاریخ فوت بھی

اُس رفعت کمال پہ جھکتا ہر ایک سے
باتین تھین اس طرح کی کہ کچھ جانتے نہ تھے
بیمثل اپنے وقت مین تھے اس مین شک کسے
آئے کبھی زبان پہ نہ کلمے غرور کے
کب اُن کا یہ کلام رُلاتا نہین مجھے
ہر اک سے کہتے تھے کہ کچھ آتا نہین مجھے

تعریف مین کسی نے اگر عرض یہ کہا
ہے آپ مین بھی رنگ جناب انیس کا
فرماتے تھے بگڑ کے کہ کیا تم نے یہ کہا
ادنےٰ ہون خوشہ چین وہ کجا اور مین کجا
کہتا ہے وہ یہ بات جو کچھ جانتا نہین
اُن کے کلام کو کوئی پہچانتا نہین

یہ عجز اس کمال پر ان کا ہی تھا یہ کام
کیا منکسر مزاج تھے وہ آسمان مقام
چھوٹوں کو بھی جانتے تھے کہ پہلے کریں سلام
ہر اک سے لطف و مہر کے فرماتے تھے کلام

چرچے تمام خلق میں ہیں خلق عام کے
اظہار کرنے والے تھے وہ اسکے نام کے

احکام شرع کے رہے پابند وہ جناب
کامل تھے فن شعر میں مانند ماہتاب
جب بھی تھا یہ حال جو تھا عالم شباب
گویا تھے آپ مرثیہ گویوں میں آفتاب

وہ احتیاط کی کہ کوئی حد رہی نہیں
جز مرثیہ سلام غزل تک کہی نہیں

دشمن بھی کہتے ہیں کہ وحید زمانہ تھے
جو کچھ وہ سامنے تھے وہی غائبانہ تھے
مثل انیس عہد میں اپنے یگانہ تھے
ہم کیا سمجھ سکیں گے کہ کیا تھے وہ کیا نہ تھے

اک گل ریاض مدح حسین و حسن کے ہیں
کہتے تھے خود انیس محقق یہ فن کے ہیں

مرحوم کی ثنا جو مفصل رقم کروں
ہے طبع کا یہ قول کہاں تک میں کم کروں
اک دفتر اپنے واسطے گویا بہم کروں
کہتا ہے ذہن مدح کروں یا کہ غم کروں

رنج عظیم نے مرے دل کو بٹھا دیا
صدمے نے ان کی موت کے سب کچھ بھلا دیا

زندہ تھا ان کے دم سے فقط لکھنؤ کا نام
پڑھنے کا وہ اثر وہ دلاویزی کلام
عزت تھے ذاکرین کی وہ آسمان مقام
مقبول بارگاہ حسینی ذوالاحترام

مجلس میں گریہ ہو نہیں تو نظر یہ تھا
زاہد تھے متقی تھے اسی کا اثر یہ تھا

جس روز اس جہان سے ہوا انکا انتقال
اٹھنے سے انکے اٹھ گیا اس شہر سے کمال
جسنے سنا اسے ہوا بے حد غم و ملال
ظاہر ہر ایک پر ہے جو تھا مومنوں کا حال

ہر اک کے واسطے نہیں لوگ جان کھوتے ہیں
یوں روتے تھے عزیز کو جس طرح روتے ہیں

مجمع جو تھا جنازے کے ہمراہ ہی عیاں
کیا ذکر سیکڑوں کا ہزاروں تھے بیکراں

کیون اس قدر تھی سب کو محبت نہین بیان
بھتے آپ خاص ذاکر سلطان انس و جان

ہر دل مین ہے چھپی ہوئی اُلفت حسین کی
اُلفت تھی اُن کی خاص محبت حسین کی

اُردو قطعات تاریخ ارتحال حسان فرزدق دوران جناب میر خورشید علی نفیس از شعراے نامی گرامی و بترتیب حروف تہجی۔

قطعہ تاریخ از جناب انور حسین صاحب آرزو

باغ جنت کو گئے جسوقت دُنیا سے نفیس
تشنۂ کامون کی ثنا مین جو کیے تھے محک لب
پائی وہ مجلس کہ جس مین جمع تھے گیارہ امام

مدح خوانی کا صلہ جنت سے بھی بڑھکر ملا
ساغر تسنیم اور جام سے کوثر ملا
جسکے نیچے خود نبی بیٹھے تھے وہ ممبر ملا

سال رحلت بالف غیبی پکارا آرزو
بدلے ایک اک بیت کے فردوس مین کیا گھر ملا

قطعہ تاریخ از جناب شیخ الٰہی بخش صاحب امین ساکن پورنیہ

اجل کے دست ستم سے تبر فلک افسوس
رہ عدم مین کمین سدراہ ہوئے کو
سروش غیب نے سال وفات ڈھونڈ ہاپت

بیان خاک تن دلبر انیس ملا
نہ کوئی محرم نہ کوئی ابو قبیس ملا
مگر نہ مصرعۂ موزون کوئی سلیس ملا

امین اُٹھایا جو قرطاس و خامہ بہر رسم
کہا یہ دل نے کہ آج اب غم نفیس ملا

دیگر

انیس ثنا گو سے آل نبی کا
دل ذاکر و قلب اہل عزا پر

کیا موت نے آکے تاراج باغ اب
رہا حشر تک اس غم و ہم کا داغ اب

صدا دی مجھے ہاتفِ غیب نے یہ
آمین سال رحلت کا ہے گر سُراغ اب

تو سال وفاتِ نفیسی یہ لکھ دو
بجُھا۔ آہ بزمِ بکا کا چراغ اب
۱۳۱۹ھ

ایضاً

جناب سید خورشید علی نفیس خطاب
جہان میں تھے ہمہ دان اور ہر علم سے ماہر

خلیق وجیہ حسن سے حلیم و با اخلاق
پسر انیس کے مداح سرور صابر

رئیس شہر کے مونس سلیس نظم سے مانس
تھے شعر گوئی میں رشک فرزدق شاعر

بجایا مدح کا نقارا ملک مدحت میں
امیر شاعران اقلیم نظم کے ساحر

علی کے باغ کے بلبل ہزار میں یکتا
ثنا میں جب کہ زبان مرغ قدس کی قاصر

قدم کبھی سر میدان نظم جب گاڑا
تو دست بستہ مضامین تو ہوئے حاضر

ستارۂ فلک جاہ و بدر برج کمال
سپہر نور کا خورشید باطن و ظاہر

ہر اک کمال کا انجام ہے زوال ضرور
غروب ایسا ہوا نیر شرف آخر

عیاں ہوئی مہِ ذیقعدہ کی جو تیرہویں شب
گل انیس ہوا باغ خلد کا عامر

لکھا امین نے یہ سال وفات ہجری میں
نفیس آہ گیا کیا جہان سے ذاکر
۱۳ھ

دیگر

دلِ جہان پہ پس از مونس و انیس و سلیس
غمِ نفیس کا اک اور تازہ داغ ہوا

جو تھا ہزاروں میں اک عندلیب خوش لہجہ
تو آشیان بھی بہشت برین کا باغ ہوا

خیال آیا جو تاریخ عیسوی کا مجھے
تو مستعد دلِ غمگین پئے سراغ ہوا

امین نے ثلاث کے اعدا کا سر لکھا سن فوت
مکان انیس کا ہیہات بے چراغ ہوا
۱۹۰۱ع

قطعہ تاریخ از جناب بابو صاحب خلف جناب عارف لکھنوی

حیدر مرحوم نے قضا کی
کیا ہوگا سخن وری کا لطف اب

سال تاریخ یوں ہو النظم
حیف اُٹھ گیا شاعری کا سب لطف
۱۳۱۸

قطعہ تاریخ از جناب لیاقت علی صاحب فنا تابان بدایونی

حیف اس دار فنا سے اُٹھ گئے	رشک صحبان فخر حسان وانیس
مرثیہ گوئی مین تھے اُستاد عصر	تھے نفیس اور تھا کلام اُنکا نفیس
ہاتف غیبی نے تابان یہ کہا	لکھہ دعا کے ساتھ تاریخ نفیس

یا الٰہی بہر ختم المرسلین
قصر عالی پائین جنت مین نفیس
۱۳۱۸ھ

ایضاً

تابان دُنیا سے اُٹھ گیا وہ	سرسبز تھا جس سے دین کا باغ
ایسا نہ کبھی ہوا تھا صدمہ	جو دل کو نفیس دے گئے داغ

۱۳۱۸ھ

ایضاً

اُٹھ گئے اس دار فنا سے نفیس	کیسا یہ اندھیر جہان مین ہوا
غیب سے آتی تھی یہ تابان ندا	ہائے وہ خورشید فلک چھپ گیا

۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال

واحسرتا جہان سے جناب نفیس نے	ناگاہ لی جو گلشن خلد برین کی راہ
یون لکھدیے جلال حزین نے سنین مرگ	مجلس کی رونق اُٹھ گئی منبر کی زیب آہ

قطعہ تاریخ از جناب سید اصغر علی صاحب حقیر پرتابگڈھی

مرگئے افسوس مداح نفیس	کیون نہ روئین مومنین اس غم مین خوب
سُن کے حال اس حادثے کا دہر مین	دل گئے دریاے غم مین سب کے ڈوب
بولا ہاتف لکھہ کوئی تاریخ فوت	قاعدہ کے پر نہ ہون اُس مین عیوب

تب لکھے مصرع مین یون دو مادے
گل چراغ دین و ماہ دین غروب
۱۳۱۸ھ ۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب نواب مرزا احمد ذکی علی خان صاحب ذکی

محتشم با عزم فردوسی وقت	ہم انیس بزم فردوسی وقت
ماہ ذیقعدہ سہ شنبہ سیزدہ	چل بسے با عزم فردوسی وقت
غم بڑھا ہے کیون نہ نکلے دل سے آہ	اسے نفیس بزم فردوسی وقت

۱۳۱۸

قطعہ تاریخ از جناب نواب مجید الدولہ بہادر سطوت لکھنوی

اُٹھ گئے افسوس دُنیا سے نفیس باکمال	کون ہے اب مرثیہ گوئی مین اُنکی شان کا
منبر اُنکے واسطے گویا تہا اورنگ ملک	مرتبہ مداحی شہ سے ملا سلطان کا
عیسوی مین لکھ تو اے سطوت یہ تاریخ وفات	چھپ گیا اب آنکھ سے خورشید ہندستان کا

۱۹۰۱

ایضاً

دل ہے فگار مرگ جناب نفیس سے	جتنا ملال وصدمہ کردن مین وہ کم ہے آج
کی فکر سر جھکا کے جو سطوت تو بہر سال	آنکھون نے میری رُد کے کہا ریخ و غم ہے آج

۱۳۱۸

قطعہ تاریخ از جناب حکیم سلطان مرزا صاحب سلطان

بلبل باغ سخن ہند مین تھے یہ جناب	بارش رحمت رہے یہ سر خاک نفیس
قبر پہ سلطان رقم کردو سنین وفات	گلشن جنت مین ہے منزل پاک نفیس

۱۳۱۸

قطعہ تاریخ از منشی سیتل پرشاد صاحب ملازم حسین آباد مبارک

تیرہوین ذیقعدہ سہ شنبہ کے دن	دار دُنیا سے گئے ہین جب نفیس
ذی ملائک نے خبر تاریخ سے	داخل جنت ہوا اسے اب نفیس

۱۳۱۸

قطعہ تاریخ از جناب فضل علی صاحب شجر

اُٹھ گئے دُنیا سے مونس اور سلیس	اُنس ہی باقی ہین اب اور نہ رئیس
پر ابھی قائم تھا خورشید سخن	کیا ہوا روتے ہین سارے ہم جلیس

آج تاج ذاکران شہ گرا سیزدہ ذیقعد کو اُٹھے نفیس

دے کے نذر افسوس کا سر لکھہ فتیحؔ
چھپ گیا کیا آج خورشید انیسؔ

قطعہ تاریخ از جناب احسن مرزا عرف منے مرزا صاحب شررؔ

ہاے جو آنکھیں کرین کل تک زیارت آپکی
کیا قیامت ہے وہ دیکھیں آج تربت آپکی

ہے مریضون کے لیے آفت مسیحا کا فراق
کیون نہ وجہ اضطراب دل ہو فرقت آپکی

آنسوؤن نے گر کے آنکھون سے یہ ظاہر کر دیا
کرتے تھے اہل نظر دل سے اطاعت آپکی

جسطرح کعبہ مین اسم کبریا مستور ہے
اس طرح ہر دل مین پنہان تھی محبت آپکی

وہ ادب آموز بان وہ مجمع اہل تمیز
ہاے کیا بے مثل تھی دلچسپ صحبت آپکی

تھا برابر پاس اتنا خاطر احباب کا
سب کے حصے مین تھی سنجیدہ عنایت آپکی

سن نہ سکتے تھے بُرے پر تو سے دشمن کا بھی ذکر
کیسی نایاب زمانہ تھی یہ خصلت آپ کی

کسکو کہتے ہین کدورت ظاہر و باطن تھا ایک
آئنہ سے بھی سوا تھی صاف طینت آپکی

جنسے مخفی طور پر کرتے رہے حضرت سلوک
اُن غریبون سے کوئی پوچھے سخاوت آپکی

جس سے جو وعدہ کیا پورا کیا اُسکو ضرور
ہاے کیا اخلاق تھا کیا تھی متانت آپکی

اب سماتا تھا نہ شاہون کا بھی نظرون مین وقار
اس قدر دُنیا کی آنکھون مین تھی وقعت آپکی

تابع فرمان تھے سب مرجع ہر خاص و عام
تھا زمانہ آپ کا تھی بادشاہت آپ کی

سمجھتے تھے اہل بصیرت دیدۂ دل فرش راہ
لوگ آنکھون سے بجا لاتے تھے خدمت آپکی

زیب تھی اورنگ سے بھی بڑھکر منبر کی نشست
بادشاہون سے سوا تھی شان و شوکت آپکی

جوہر تیغ زبان ظاہر ہوئے تھے اس طرح
مان لی تھی ایک عالم نے حکومت آپ کی

قول حضرت اس طرح تسلیم کر لیتے تھے سب
فرض تھی گویا زمانہ پر اطاعت آپکی

آج تک لاکھون دُر غلطان نکلتے ہی رہے
تھی عجب دریاے بے پایان طبیعت آپکی

ہے یقین وہ بھی معرف دل سے ہوتا بار با
دیکھتا سحبان جو نظم و نثر بلاغت آپ کی

اہل مجلس اسکے شاہد ہین تو منبر ہے گواہ
فرد تھی اس دفتر عالم مین حرمت آپکی

ہر گھڑی تھے صرف مداحی آل مصطفٰے
قدسیون سے بھی فزون تھی یہ عبادت آپکی

من آقا سے کلام پاک عالمگیر تھا
ہائے کس کس بات کو اب یاد کرکے رو ئیے
اے جناب اوستاد قبلہ و کعبہ نفیس
جب کسی صحبت کسی مجلس مین آجاتا ہی ذکر
ایک عالم کرتا تھا نفس نفس کے کل ذکر خیاب
زندگی مین تو نہ تھی کبھی احباب سے
راحت تاب جماع ہے تھا کیا آخر یہ حال
منحصر ہے موت پر آرام اس مضطر کا بھی
خوبی ہر حال کیون ہوتی نہ وجہ انتقال
یون تصور دیدۂ گریان مین ہی شہون یہ

باعث توقیر ہندستان تھی عزت آپکی
مصدر اوصاف تھی طبیعت آپ کی
دل کو یاد آتی ہے کیا کیا اب وہ شفقت آپکی
دیدۂ پرنم مین یہ حاتی ہے صورت آپکی
باعث شیون ہوئی ہے آج تہمت آپکی
پھر گئی کیون آج چشم با مروت آپ کی
منتظر تھی مثل تسنیم و جنت آپ کی
حشر پر موقوف اب ہے زیارت آپکی
بخشش تھی ابت مشتاق ست آپکی
جاگزین ہی جس طرح دل مین محبت آپ کی

فلک کی جب سال رحلت کی تشرر نے بولا دل
تیر ہے یہ آنکھ اب جس مین ہے صورت آپکی

قطعہ تاریخ از جناب سید باقر حسن عرف اچھے صاحب شہرت لکھنوی

اے خدا اس ظلم کا ہے گلہ کس سے کرون
رتبہ دیا تغیر کیا سخن مین حسنین جان سخن
مرثیہ کا رنگ مجلس کا مزا جاتا رہا
باغ اے بلبل ہے ویران در مجلس نفیس
چپکے چپکے شام سے روتی ہے شبنم تا سحر
بدلے نغمہ کے ہے بلبل رات دن صرف فغان
جب ہوا چلکر ہے دستی ہی جھکاتی اُسے
چاک تا دامن گلون کے ہے ہیں گریبان آجکل
بارھوین تاریخ کو ذیقعدہ کی گزرا جو دن
نصف شب کے بعد آخر کو ہوا یہ سانحہ
پیشوائی کے لیے آئے فرشتے دوڑ کر

ہائے ملک نظم تو نے کر دیا بالکل تباہ
کیون نہو اہل نظر کی آنکھون مین عالم سیاہ
رونق ممبر گئی آفاق سے بے اشتباہ
سر برہنہ ہر دم کیون نہ بر دل شب کو ماہ
قطرہ ہر اک شبنم کا ہے اسکے ماتم پر گواہ
باغ مین چلتی ہے اسکے اشک سے زبان گیاہ
صاف غنچہ سے نکلتی ہے صدائے آہ آہ
فرط غم سے خشک ہر اک شاخ ہی مانند کاہ
غم کیا لیلائے شب نے اوڑھکر ردائے سیاہ
چھوڑ کر دنیا کو لی مرحوم نے جنت کی راہ
یہ ملا مداحی سرور سے رتبہ واہ واہ

پہونچے بس جاہ و حشم سے خلد مین پیش رسول — ای خوشا قسمت جلو مین جنکی تھی سپاہ
تیرھوین تاریخ صبح غم ہوئی جب آشکار — ہوگئی ہر اک عزیز و دوست کی حالت تباہ
لاش گہر سے اٹھا کے جب دریا پہ پہونچے بہر غسل — دیدۂ گرداب تھا پر آب مضطر موج آہ
سوے مدفن جب وہان سے لے چلے تابوت کو — کثرت مردم سے ملتی ہی نہ تھی چلنے کی راہ
وقت دفن آیا جو مجکو سال ہجری کا خیال — روکے پھر اُس وقت مین نے سوے گردون کی نگاہ

ناگہان آئی صدا ہاتف کی یہ شہرت سے لکھو
دہر سے اُٹھا ہے آہ اُردو زبان کا بادشاہ
۱۳۱۸ھ

قطعۂ تاریخ از جناب نواب بشارت علیخان صاحب صدق

کیون زمانہ مین نہو اندھیر سا — میر خورشید علی نے کی قضا
مرثیہ گویون مین وہ ہی تھا نفیس — شور تھا اُس کا زمین سے تا سما
داورینا مجلس احباب کو — تیرھوین کو خالی کر خالی کیا

صدق تاریخ اُس کی رحلت کی لکھو
ہے ہے خورشید علی بھی چھپ گیا
۱۳۱۸ھ

قطعۂ تاریخ از جناب مولانا سید علی نقی صاحب صفی

مثنوی یہ سبحۂ صد دانہ ہے — قابل ورد زبان افسانہ ہے
ہے یہ ذکر ذاکر آل رسول — کر عطا یارب اسے حسن قبول
حاصل دنیاے فانی کچھ نہین — اعتبار زندگانی کچھ نہین
زندگی ہے اک نمود سیمیا — بے حقیقت ہست و بود سیمیا
نقش ہستی مین نہین رنگ ثبات — آہ کیا ہم کیا ہماری کائنات
کیون خیال عالم اسباب ہے — خواب ہے جو دیکھتے ہو خواب ہے
صبح پیری آگئی ہشیار ہو — خواب غفلت سے ذرا بیدار ہو
بگذر از دنیا تامل خوب نیست — خواب راحت بر سر پل خوب نیست
اک سراے دار دنیاے دنی — منزل آئندگان و رفتنی

ہے محل خوف یہ مہمان سرا
چند روزہ ہے یہان سبکا قیام
ہمنشین انجمن سب کیا ہوئے
کچھ سُراغ جسم وجان ملتا نہین
پڑ گیا رنج وحسد مین تفرقہ
ایک یوسف کیا یہان گر ڈھونڈھئے
واقعاتِ خلوتِ کتمِ عدم
ڈھونڈھتی ہین جسکو آنکھین وہ صفی
ہے کہان وہ ساقی مشکین نفس
سرخوش کیفیت جام الست
جسکی صہباے سخن پرجوش تھی
تھی دلون مین جسکے سننے کی اُمنگ
تھے مسدس جسکے مقبول انام
سکہ رائج تھا جس کا ہر سخن
چار سو ہوتی تھی جسکی واہ واہ
دلگداز ایسے مضامین کہہ گیا
سننے والون کو رُلا دیتا تھا آہ
حکم سے جاری تھی جسکے نہر اشک
تھی کمند فکر جسکی صید گیر
مرثیون مین جسکے سوز وساز تھا
سلک گوہر وہ مرتب مرثیے
تھی زبان جسکی کلید گنج نظم
تھا چراغ نام مین انیس کے وہ نور
صاف دل جسکا تجلی گاہ تھا
تھا جو خورشید سپہر شاعری

سونے والو جاگتے رہنا ذرا
یہ چلے جائین گے رہجائیگا نام
تھے جو کل تک پاس ہا اب کیا ہوئے
نام باقی ہے نشان ملتا نہین
میزبان سے میہمان ملتا نہین
کاروان کا کاروان ملتا نہین
کس سے پوچھین راز دان ملتا نہین
از زمین تا آسمان ملتا نہین
جام پیمائے شراب تازہ دس
جنبش لب سے جو کردیتا تھا مست
نطق سے تاثیر ہم آغوش تھی
شیشۂ معنی مین جو بھرتا تھا رنگ
شش جہت مین دھوم تھی جنکی تمام
جس طرف دیکھو اسی کا تھا چلن
تھی جسے تسخیر و تعین دستگاہ
سُنکے اشک اُمڈے تو دریا بہگیا
رونیوالون کو ہنسا دیتا تھا واہ
ایک جس کا بند کافی بہر رشک
آہوے مضمون جو کرتا تھا اسیر
جسکا روح القدس ہم آواز تھا
بس دُر نایاب تھے کُل مرثیے
کام ولب گویا جواہر سنج نظم
روشنی پھیلی ہوئی تھی دور دور
طور منبر کا کلیم اللہ تھا
مطلع الانوار مہر شاعری

آسمان جس سے زمین نظم تھی
آہ جس کا ہر سخن تھا دلپذیر
جس کا شیوہ تھا ولائے پنجتن
مستند تھا جو کہ بعد از میر انیس
دور تک جسکی رہی نام آوری
تازہ جس سے مرثیہ گوئی ہوئی
تھا قلم جس کا نہال گلفشان
سرپرست و حامی اُردو زبان
لکھنؤ کو آہ جس پر ناز تھا
تھا جو وجہ اعتبار لکھنؤ
لکھنؤ تیرا مقدر سو گیا
یہ بتا اے شمع کسکی قبر سے
کون اُٹھا محفل سے دامن جھاڑکر
ہے غضب دلچسپ اقلیم عدم
کیون رہین اسباب راحت جب نہون
تھا کبھی آباد اب ویران ہے
تونے وہ یاد کئے ہین چشم تر
واسطے ناکامی اس اردو کے لیے
ابر رحمت جسکے تھے مژگان تر
شاعر نامی گرامی اُٹھ گیا
اُٹھ گیا ملک سخن کا بادشاہ
کون وہ شاہ سخن یعنی نفیس
تیرہوین تاریخ کو ذیقعدہ کی
لکھنؤ مین ہر طرف کہرام تھا
آہ وہ نعمت کا احسان تھا وہ

صبح نورافشان جنکی نظم تھی
مرثیہ خوانی مین جو تھا بے نظیر
پانچ پشتون سے ثنائے پنجتن
جس کی طرز نظم تھی طرح نفیس
ختم جس پر ہو گئی ساحری گری
آب کوثر سے زبان دھوئی ہوئی
تھی بہار نظم جس کی بے خزان
نکتہ فہم و نکتہ سنج و نکتہ دان
جسکا ہر سحر حلال اعجاز تھا
جس پہ نازان تھا دیار لکھنؤ
گوہر نایاب تجھ سے کھو گیا
جو یہان دم بھر کو آیا رو گیا
کون میرے حق مین کانٹے بو گیا
پھر نہ وہ پلٹا یہان سے جو گیا
اب چلین منزل پہ بستر تو گیا
ہائے کیا تھا لکھنؤ کیا ہو گیا
اور داغ دل ہمارا ہو گیا
اک سہارا تھا سو وہ بھی کھو گیا
وہ صفی گلزار جنت کو گیا
نظم اُردو کا نظامی اُٹھ گیا
کشور معنی کی حالت ہے تباہ
تاجدار کشور معنی نفیس
آگئی ساعت وفائے وعدہ کی
حشر برپا صبح سے تا شام تھا
پیکر اردو کی گویا جان تھا وہ

تھا اسی مرحوم کا وہ خاندان
پرورش پائی تھی اُردو نے جہان

تجھپہ اُردو حق ہے اُس مغفور کا
واسطہ اپنے دل رنجور کا

اختیار اسوقت خاموشی نہ کر
یاد رکھ احسان فراموشی نہ کر

اب تجھے کس بات کا ہے انتظار
نام کی قائم کر اُن کی یادگار

گر نہ تجھ سے ہو سکے یہ بے مدد
دوستون سے اپنی اسمین لے مدد

ہے کتب خانہ کی تجکو احتیاج
وہ اُسی کے نام سے قائم ہو آج

اک نفیس اُردو کتب خانہ بنے
نام سے ساقی کے میخانہ بنے

ہے لطیفہ یہ کتب خانہ وسیع
ساقیا کر دور پیمانہ وسیع

سیر چشمی سے صلاے عام دے
دیکھکر آنکھین کھلین وہ جام دے

خوان اُردو ہو زیادہ تر وسیع
شان اُردو ہو زیادہ تر رفیع

دے اسے عزت کسی تدبیر سے
دیکھتے ہین نکتہ چین تحقیر سے

ساقیا لذت بھر اس مین علم کی
چاشنی پیدا کر اس مین علم کی

پایۂ اُردو کو کر اس حد تک بلند
مجمر گردون مین پروین ہو سپند

وسعت اُردو زبان کی فکر کر
جوش پیدا دل مین ہو وہ ذکر کر

گو نفیس خوش بیان ہے زیر خاک
پر معاون ہوگی اُسکی روح پاک

واقعی شیدا سے اُردو تھا نفیس
ساقی صہباے اُردو تھا نفیس

طالع اُردو کی پستی دیکھیے
مٹ رہا ہے نقش ہستی دیکھیے

کیجیے اُردو کی حالت پر نظر
آئیے حسرت پرستی دیکھیے

موڑیے اُردو کی جانب سے نہ مُنہ
ہے بہت یہ جنس سستی دیکھیے

ہے خودی کے رنگ مین ڈوبا ہوا
لکھنؤ کی فاقہ مستی دیکھیے

بال و ہمت تھے کل تک جنکے پست
آج اُنکی تیز دستی دیکھیے

کس قدر مست مے پندار ہین
ان تبون کی خود پرستی دیکھیے

دیکھہ لی باہر کی آبادی صفی
خاک کے اندر کی بستی دیکھیے

چشم عبرت سے ذرا کیجے نظر
ہین یہان پر کیسے کیسے نامور

مُلک اُنکا آج تک ممنون ہے
کارنامہ جنکا ہر مضمون ہے

ایسے ایسے اسمین ہین پُرشُن ماغ — ملک کے جو سمجھے جاتے تھے چراغ
دیکھے جاتے تھے نگاہ قدر سے — کچھ کمال اُن کا نہ تہا کم بدر سے
حیف وہ آنکھون سے پنہان ہوگئے — اب چراغ زیر دامان ہو گئے
خاک کے پردے مین ہین اگوشہ گیر — کنج تنہائی مین مجبور و اسیر
نقش پائے رفتگان اک ہم ہی ہین — گرد راہِ کاروان اک ہم ہی ہین
آئے ہین دُنیا مین جانے کے لیے — بیٹھے ہین صدمے اُٹھانے کے لیے
زندگی سے کس قدر دل سیر ہے — ڈھونڈھتے ہین زہر کھانے کے لیے
برق کی خرمن پہ یہ چشمک زنی — ہے مری قسمت کے دانے کے لیے
صورتِ حرفِ غلط ہے یہ وجود — نقش ہستی ہے مٹانے کے لیے
داستانِ غم نہ پوچھ اے ہمنشین — چاہیے عمرین سُنانے کے لیے
دوزخ آشامِ غمِ دُنیا یہ دل — کم نہین میرے جلانے کے لیے
سات کیا ستر سمندر چاہیے — آگ اس دل کی بجھانے کے لیے
شمع سان مجھکو رُلاتا ہے فلک — عمر کی مدت گھٹانے کے لیے
جانے والون کے لیے روتے ہو کیا — خود فقط بیٹھے ہو جانے کے لیے
سُن چکے افسانۂ غم اہل دل — کر چکے جی بھر کے ماتم اہل دل

اب سنین تاریخ احبائے نفیس
ہے بہشت عنبرین جائے نفیس
۱۳ ۱۰۸ھ

قطعات تاریخ از محمد فضل علی صاحب فتو ایڈیٹر بدایون گزٹ

وحیدِ زمانہ جنابِ نفیس — کہ جن کی بدولت بڑھا جاہ نظم
ملا کر ہوئے فتو سنِ عیسوی — سلیمان ہند و شہنشاہ نظم
۱۶۵۱ — ۱۹۰۱ ۲۵۰

ایضاً

ہائے اُستاد حضرت اُستاد — مرثیہ کے فنون سے ماہر
ہجری تاریخ فتو نے رحلت کی — کہی۔ سبط رسول کے ذاکر
۱۳۱۸ھ

تاریخ وفات سعدی ہند - میر خورشید علی صاحب رحمۃ اللہ

۱۹۰۱ء   ۱۹۰۱ء

از مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز

نہ اٹھ سکے گی جفاے گردون ہم اس قدر ناتوان ہوئے ہین
نہین ہے یاراے ضبط شیون بہ رنگ نے استخوان ہوئے ہین

بلند نام و نشان تھے جن کے وہ سرو قد آج بے نشان ہین
بہار باغ جہان تھی جن سے وہ پھول صرف خزان ہوئے ہین

مقام عبرت ہے یہ سراے سپنج و دیر خراب دنیا
زمین کے پردے مین آہ کیا کیا سپہر رفعت نہان ہوئے ہین

گئے ہین دنیا کی بزم سے خود شکستہ خاطر کیا ہے ہم کو
مکین تو ملک عدم کو پہونچے اجاڑ ان کے مکان ہوئے ہین

کہان ہے دارا کہان سکندر کہان گیا جم کہان فریدون
یہ جتنے گزرے ہین نام آور وہ ہاے کیا بے نشان ہوئے ہین

جو لوگ بیٹھے تھے ساتھ کل تک نہ جانے کیا ان پہ بن گئی ہے
نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین کہ اس طرح بے زبان ہوئے ہین

کہان ہین وہ صاحبان نخوت کہ تھا خدائی کا جنکو دعوے
وہی ہین باقی نہ کبر ان کا جہان سے سب بے نشان ہوئے ہین

نہ ہے فلاطون نہ اب ہے لقمان نہ ہے ارسطو نہ ہے سکندر
خزینۂ علم و حکمت اپنا عدم کو لیکر روان ہوئے ہین

جہان مین جن کی عمارتون کا نہ مثل پیدا ہوا نہ ہوگا
انھین سلاطین ذی حشم کو جو دیکھیے بے مکان ہوئے ہین

جو روز ہم بزم تھے ہمارے نہین ہین پہلو مین ویسے وہ
ملے نہ وہ لاکھ ان کو ڈھونڈھا نہ جانے کس جا نہان ہوئے ہین

ہمیشہ رہتے تھے قصر جن کے ضیا سے معمور چار جانب
اب ایک تاریک کنج مین وہ یہان سے جا کر نہان ہوئے ہین

نفیس کو ڈھونڈھتی ہین آنکھین جو شمع بزم جہان تھے کل تک
وہی تھے جن کے سخن کے شہرے زمین سے تا آسمان ہوئے ہین
نہ کیون ہو مغموم سارا عالم نہ کیون ہو ہر چشم اُن پہ گریان
ان ایسے پابند وضع و کامل بھلا جہان مین کہان ہوئے ہین
گیا زمانے مین نام روشن کہ تھے وہ خورشید چرخ رفعت
سیمان تاریک کنج مرقد وہ جا کے اب ضو فشان ہوئے ہین
عزیز نے کی جو فکر تاریخ آئی اُس دم ندائے غیبی
کہو (بہشت برین) مین داخل (نفیس والامکان) ہوئے ہین
۴۴۹ ۱۳۱۸ھ ۹۶۹

قطعہ تاریخ از جناب مرزا محمد عسکری صاحب عسکری

ذاکر آل نبی شاعر اعجاز بیان
کامل و اکمل و ذی رتبہ و ذیجاہ نفیس
قانع و صابر و فیاض و احبا پرور
عاشق صادق فرزند ید اللہ نفیس
لکھنؤ کر گیا ذیقعدہ مین خالی افسوس
اُٹھ گئے ملک فصاحت کے شہنشاہ نفیس
کیون نہ ہو ممالکت نظم و سخن مین اندھیر
چھپ گئے آہ جو اس عہد کے تھے ماہ نفیس

عسکری نے یہ بصد رنج لکھا سال وفات
وا غ و یکر سوے فردوس گئے آہ نفیس
۱۹۰۱ء

قطعہ تاریخ از جناب منشی قمر الدین احمد صاحب فوق سندیلوی

وا دریغا کہ دار فانی سے
چل بسا ہائے شہریار سخن
کون؟ یعنے جناب میر نفیس
صاحب علم و فضل و فخر زمن
سال فصلی رقم کرو اے فوق
حیف ویران ہے اب دیار سخن

قطعہ تاریخ از جناب نواب سید امجد علیخان عرف وزیر صاحب المتخلص بہ قیصر لکھنوی

قیصر بیان کیا کرون جنت کا حال مین
مسکن خلیق کا کہین جائے انیس ہے

بزم جناب پنجتن پاک مین وہان ۔۔۔ وغل وحید و مونس و انس و سلیس ہے

خدمتگزار حورین ہین رضوان ہی منتظم
گلزار خلد کا جو مقام نفیس ہے
۱۳۱۶

قطعہ تاریخ از میر عابد حسین صاحب کاشف تلمیذ جناب عارف

ہے عجب انقلاب چرخ کہن ۔۔۔ کہ ہر اک دل ہے مبتلائے محن
کیون نہو بزم شاعری بے نور ۔۔۔ اُٹھ گیا آفتاب روح سخن
بلبل باغ آل احمد نے ۔۔۔ گلشن خلد مین کیا مسکن
آہ خورشید نے اِتمت غروب ۔۔۔ ہائے برج لحد کیا روشن
اُٹھ گئی میٹھی زبان اُن کی ۔۔۔ اُٹھ گیا شعر و شاعری کا چلن
ساتھ اُن کے گیا وقار کلام ۔۔۔ لے گئے اپنے ساتھ لطف سخن
آنکھین مجلس مین ڈھونڈھتی ہین ہنوز ۔۔۔ روتی ہے اُن کے غم مین شمع لگن
زینت ممبر رسول تھے وہ ۔۔۔ تھے وہ رونق فزائے بزم محن
تھے وہ حسان عصر و عبل دہر ۔۔۔ تھے وہ فرد زمان و اکمل فن
خاص آل رسول تھے مرحوم ۔۔۔ اُنکی میراث مین تھا خلق حسن
حلم و تدبیر سے اک جہان تسخیر ۔۔۔ وہ تواضع کہ دوست ہو دشمن
اُنسے عالم مین فیض جاری تھا ۔۔۔ تھے صفات حمیدہ کا معدن
رہگیا نام اُن کا دنیا مین ۔۔۔ نہ رہے یادگار و فخر زمن
سُن لیے اس غم کے حادثے کی خبر ۔۔۔ دل کبیدہ ہین سارے مرد و زن
میر خورشید علی نفیس نہ گئے ۔۔۔ باغ عالم سے سوے نہر لبن
اہل عالم پہ دیدۂ عبرت ۔۔۔ ہوئے اس واقعہ سے خشمک زن
نکلی باغ سخن سے آج شمیم ۔۔۔ ہوا تاراج شاعری کا چمن
کھو دو بار یاسے ہاتم صعب ۔۔۔ سن ہجری ہے یہ بھی مشفق من
۱۵۹

سال رحلت کہا یہ کاشف نے
کیا بجھی حیف شمع بزم سخن
۱۳۱۶ھ

ایضاً

الحذر خوئے جفا و جور تیرے آسمان — رنج دیکر اہل عالم کو بہت ہے شادمان
اسکے دست ظلم سے مخلوق فریادی ہوئی — اسکو تیرے جور سے ممکن نہین ہرگز امان
رشک آیا اسکو بلبل عاشق و معشوق پر — دیکھکر باہم گل و بلبل میان بوستان
دست گلچین سے ہوئی آوارگی اسکو نصیب — پہونک ڈالا برق نے چشمک سے اسکا آشیان
صحبت پروانہ و حسن فروغ شمع پر — شعلۂ نار حسد سے جل گیا یہ بدگمان
روز و شب اسکو برابر مشق ظلم و جور ہے — تیر اس کا کہکشان قوس قزح اسکی کمان
کردیا اس نے پریشان مجمع احباب کو — تفرقہ انداز ہر صحبت رہا یہ ہر زمان
تیرہوین تاریخ وقت شب ہر ذیقعدہ کو — بلبل باغ علی راہی ہوا سوے جنان
ذاکر آل نبی مداح و استاد نفیس — شاعر نازک خیال و ذاکر رنگین بیان
زیب منبر رونق مجلس سخنور ذی کمال — افتخار عصر فرد دہر و حسان زمان
ذی وقار لکھنؤ اور یادگار ملک ہند — صاحب خلق و تواضع نکتہ سنج اہل زبان
حیف ہے اس انقلاب گردش افلاک پر — دار فانی سے ہوئے راہی عدم کو ناگہان
سنکے یہ بیساختہ کاشف کہا سال وفات — آہ دنیا سے اٹھا ہی شاعر معجز بیان
۱۳۱۸ ھ

ایضاً

حیدرم ہوئے جنان کو راہی نفیس عالی — بس رہگذر سمجھکر چھوڑا جہان فانی
سنگ غم و الم سے ٹکڑے ہی شیشۂ دل — جسوقت سے سنی ہے احباب نے رُنانی
تصویر ان کی اب تک آنکھون مین پھر رہی ہے — گو ہوگیا وہ پیکر نما ہر مین نقش فانی
گو خود رہے نہ باقی اہل کمال دنیا — انکے کمال کی اب اک رہگئی کہانی
شعر و سخن کے نکتے تحصیل انسے کرتے — اس عہد مین جو ہوتے خاقانی و قاآنی
غزالی بھول جاتے فردوسی و غزالی — کانون سے انسے سنتے انکی جو نغمہ خوانی
نظم کلام ان کا گر دیکھتا نظامی — اپنے لکھے کو دھوتا یا وصف نکتہ دانی
خسرو کو مقابلے مین شاہنشہ سخن کے — اقلیم شاعری کی کرتا نہ ملکرانی
مضمون کے وہ دریا ان بحرون مین بہائے — دیکھے تو بحر کے بھی بھر آئے منہ مین پانی
پیدا کی وہ سلاست اردو محاورے مین — اہل زبان بھولے دعواے ہم زبانی

اہل جہان کے دل سے کس طرح بہول جائے — وہ خلق وہ تواضع وہ اُن کی مہربانی
لکھا یہ سال رحلت بیساختہ قلم نے — کاشف۔ اب اُٹھ گئی ہے دنیا سے ملیح خوانی

۱۳۱۸ھ

قطعات تاریخ از جناب حکیم محمد مہدی صاحب کمال

نفیس جو سمائے سخن کے تھے خورشید — ازل سے جنکو ملا تہا دل و دماغ انیس
کمال مخترکنان تہا یہ ایسے کامل تھے — انھین کے رنگ مین ملتا تہا کچہ سراغ انیس
انہیں وقت زمانہ انھین بہی کہتا تہا — اگرچہ تہا نہ زمانہ وہ فراغ انیس
سخن مین انکے بہی کیفیت سخن تہی وہی — انھین کا دور تہا گردش وہ ایاغ انیس
ہزار حیف دکہایا فلک نے رنگ خزان — اجل نے لوٹ لی آکر بہار باغ انیس
کم انکے رنج و الم سے نہین تعلق ان کا — انھین کا داغ بعینہ ہوا ہے داغ انیس
کمال لکھدو یہ مرگ نفیس کی تاریخ — نفیس مرگئے گل ہو چلا چراغ انیس

۱۹۰۱ء

ایضاً

آج بیرنگ زمانہ کا ہے رنگ — جسکو دیکھو وہ ہے بحال تباہ
نالہ و آہ ہے شادی کی صدا — شور نغمہ ہے فغان جانکاہ
رنگ دیکھو تو ذرا شادی کا — دامن رنج مین لیتی ہے پناہ
میر خورشید علی جنکا تھا نام — متخلص بہ نفیس ذیجاہ
ماہ ذیقعدہ کی تہی تیرہوین شب — رات منگل کی تہی دن پیر کا
پہیر کر دار فنا سے منہ کو — سیدھی بس ملک عدم کی لی راہ
انکے مرنے کا ہے غمکو اک غم — رنج بہی رنج مین ان کے ہے تباہ
اہل مجلس کے کھنچے آتے ہین دل — کھنچتے ہین جو فغان جانکاہ
شب غم کرتی ہے ماتم ان کا — دن ہے پہنے ہوئے پوشاک سیاہ
سوگ مین انکے ہے شاید یہ بھی — نظر آتی ہے مکدر شب ماہ
اہل گلشن بہی برہنہ سر ہین — ہے پریشانی سنبل بہی گواہ
صحن گلشن مین ہے ایسا اندہیر — کام دیتی نہین نرگس کی نگاہ
دشت بہی غم مین ہے انکے ویران — کوہ بہی گھٹ کے ہوئے مثل کاہ

انکا غم کرتے ہین دشمن ہون کہ دوست
اسکے ہین نالہ و فریاد گوا ہ

لکھدو رحلت کی یہ تاریخ کمال
مِٹ گئی مرثیہ گوئی کیا آ ہ

۱۳۱۸ھ

ایضاً

جنکو عالم نفیس کہتا تہا
خلق مین تھے جو روح وجان انیس

وہ ہوم شیوا زبانیون کی تہی
جنکی گفتار تہی بیان انیس

جنکو معجز بیان ملا تہا لقب
حق نے دی تہی جنہین زبان انیس

آہ کیسی خزان رسیدہ ہوئی
ہو گیا خاک بوستان انیس

مِٹ گئی ہاے مرثیہ گوئی
مِٹ گیا آج سب نشان انیس

ہین نفیس اور گوشۂ مرقد
جاے راحت ہوا مکان انیس

مجلس ماتم نفیس یہ ہے
اشک ریزان ہین نوحہ خوان انیس

یک بیک آگئی خزان اُس مین
تہا جو گلزار بیخزان انیس

لکھدو تاریخ مرگ تم یہ کمال
گُل ہوئی شمع خاندان انیس

۱۸—۱۳ھ

ایضاً

نفیس مرثیہ گو لاجواب و لاثانی
کلام جنکا تہا مطبوع جملہ انس وجان

چمن مین بھولی تھی بلبل بہی اپنے نغمونکو
عجب تھی شوخی تقریر طرفہ رنگ زبان

بلیغ ایسے بلاغت کو ناز تہا جن پر
مٹی ہوئی تہی فصاحت یہ تھے فصیح بیان

چراغ مرثیہ گوئی انہین سے جلتا تہا
انھون نے باپ کا روشن کیا تھا نام ونشان

عجب تہی مجلسونمین طرز مرثیہ خوانی
دلونکو کرتے تھے غمگین کبہی کبہی شادان

خموش انکی ہوئی شمع زندگی کیسی
پڑی ہے دیکہیے کیا بے چراغ بزم جہان

یہ مرثیہ کے لیے مرثیہ تہا ان کے لیے
سنونگا رہے ہین یہی زمین زمان

ہزار حیف کہ آیا جو ماہ ذیقعدہ
اجل کو لیکے ہوئی رات تیرہوین کی عیان

گذر گیا تہا دوشنبہ شب سہ شنبہ تھی
کہ چشم خلق سے خورشید ہوگیا پنہان

اس آفتاب کا غم آفتاب کو بہی تہا
اُداس دھوپ تھی اندہیر تہا تمام جہان

کہان کہان ہے بپا ان کی مجلس ماتم
اُٹھا رہی ہے ہر اک آنکھ اشک کا طوفان

عجیب غم ہے کہ مُنہ کو کلیجے آتے ہین
تڑپ کے کھینچتا ہے اک زمانہ آہ وفغان

سبھی کو ان کا قلق ہے نہین ہے کچھ تخصیص ہر ایک یاد انہین کرتا ہی پر ہو کہ جو ان
غرض ہے دور خزان بوستان عالم مین چمن وہ لٹ گیا جسپر بہار تھی نازان

لکھے کمال حزین نے سنین مرگ نفیس
اندھیرا چھا گیا مہر آج ہے نظر سے نہان
۱۹۰۸ء

ایضاً

جب زیر آسمان نہ رہین ایسے ذی کمال عالم نگہ مین پھر زبروزیر کیون نہ ہو
غمگین ہوا سے کمال یہ لکھدو سنین مرگ اٹھے نفیس دہر سے اندھیر کیون نہ ہو
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ از جناب مولوی کلیم صاحب فنا کلیم

خداوندا یہ کسکی زیست کا چھلکا ہے پیمانہ زمین کو زلزلہ آیا فلک کو ہو گیا لرزہ
یہ کیسا دور ہے شب بھی مثال روز محشر ہے یہ کیسا وقت ہے دل بھی برنگ شام ہے تیرہ
جنون انگیز یہ کیسی خزان آئی زمانے مین کسی کو ہو گیا سودا کوئی پھرتا ہے دیوانہ
کوئی فریاد کرتا ہے کوئی سر کو ٹپکتا ہے کوئی دلکو سنبھالے ہے کسیکے لب پہ ہے نالہ
کہا مجھ سے ادا ہی نے کلیجہ تھام کر اپنا وہ گزرا حادثہ جس سے ہے عالم بھر سراسیمہ
قیامت ہو گئی جب تیرہوین کی شام آ پہونچی مہ ذیقعدہ نے اکی کیا اچھا قدم رنجہ
بجے جس وقت تین اس دم نفیس پاک باطن نے تن پر نور سے اپنے اتارا زیست کا جامہ
صفت کیا اسکی مداح امام انس و جان تھا وہ جنان کا لاکھ حصہ اسکے قدمون سے بڑھا رتبہ
زبان دھوئی ہوئی کوثر کی دی تھی اسکو خالق نے کلام پاک دریا مضامین کا ہے سرچشمہ
اسی کے دم سے تھی ہندوستان مین مرثیہ گوئی مگر ہر بیت اب غم مین اسی کے ہے عزاخانہ
اسی کا دفتر ماتم ہے ہر اک مرثیہ انکا جہان جس حرف پر تشدید ہے چاک اسکا ہے سینہ
لباس ماتمی ہر سطر اسکے غم مین پہنے ہے ہر اک مصرعہ ہے تربت داغ فرقت ہے ہر اک نقطہ

کلیم اب تھام کر دلکو لکھو تاریخ ہجری مین
پڑھا ہے کیسے نیل آسمان پر ہو گیا خورشید بے پردہ
سنہ ۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب سید مہدی صاحب مجروح دہلوی

وہ حضرتِ نفیس کہ گویا رہے سدا
مدّاحِ حسین علیہ السلام میں

تھے حضرتِ انیس کے فرزند ارجمند
مشہور جنکا نام تھا خاص و عوام میں

اخلاق میں تھے فرد مروت میں بے نظیر
وحدتی تھو ہوئے ٹھہر اک کے مقام میں

ہر مرثیہ سلاست و چستی میں فرد ہے
مضمون نو کا زور ہے ہر اک سلام میں

سُنتے سے جسکے چین سا آتا ہے جان کو
یہ لطف ہے بھرا ہوا اُن کے کلام میں

افسوس ایسے شخص کو آیا پیام مرگ
جس کا کوئی نظیر نہ تھا روم و شام میں

از بسکہ مدحِ شہ سے ہوئی ہے غلو ئے قدر
جنت میں بھی رہینگے تو عالی مقام میں

مجروح سے خرد نے کہا سن فوت میں
کہدے گئے حضورِ امامِ انام میں
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از جناب کاظم حسین صاحب محشر

دل صبر کے کیون نہ خون ہو جائیں
کیون نہ آنکھون مین ہو جہان سیاہ

وقفِ شیون نہ کس لیے ہو زبان
کیون لبون پر نہ ہو پناہ پناہ

روح فرسا الم یہی تو ہے
واقعی ہے یہی غم جانکاہ

گئے سوے عدم جناب نفیس
ہر طرف ڈھونڈھتی ہے اُن کو نگاہ

اُٹھ گیا زیب منبر و مجلس
مومنون کا ہے غم سے حال تباہ

ماہ ذی قعدہ روز سینہ دہم
قصد بستان خلد کی لی راہ

تھے سپہر کمال کے خورشید
اُن سے روشن تھا چرخ نظم کا ماہ

تھے یہ فرمانروائے ملک کلام
تھے یہ شہر سخن کے شاہنشاہ

صاحب دین تھے صورت علما
ان کا ہر مرثیہ ہے اس کا گواہ

آپ راہ سخن ہی سے پس مرگ
پہونچے نزدیک بارگاہ الہ

لکھدیا سال فوت محشر نے
آفتاب سخن نہان ہوا آہ

ایضاً

شاعر شیرین زبان یعنے نفیس — جن سے تھا سرسبز بستان سخن
تھی بہار نظم کی جن سے بہار — جن سے تھا رنگ گلستان سخن
انتقال اُن کا قیامت ہوگیا — بجھ گئی شمع شبستان سخن
مثل سنبل ہے پریشان زلف نظم — چاک ہے غم سے گریبان سخن
اشک خون روتی ہے آنکھ شاعری — چشم گریان پر ہے دامان سخن
ہند سے لطف زبان دانی گیا — کیون نہ یاد آئے وہ حسان سخن
اب کہان وہ خوبی و لطف بیان — اب کہان وہ شوکت و شان سخن
چشم مضمون کو منور کرتے تھے — آپ تھے عیسی دوران سخن
دیکھیے چشم حقیقت سے اگر — جملہ نظم اُن کی ہے ایمان سخن
حسن نیت سے گیا جو اُن کے پاس — ہوگیا وہ شاہ شاہان سخن
سیزدہ ذیقعدہ کو ہنگام شب — ہوگیا ویران ایوان سخن
لکھنؤ مین مجتہد مریہ غل ہوا — چل بسا ہے وہ سحبان سخن
اُس مسیحا دم کے دم تک ساتھ تھا — نکلی ہے پر چھوڑ کے جان سخن
جب ہوئی مخبر کو فکر سال فوت — بول اُٹھی تعظیم سے شان سخن

لکھدے یون تاریخ مداح حسین
اُٹھ گیا ہے آہ سلطان سخن
۱۳۱۹

قطعہ تاریخ از جناب میر حسن علی صاحب مریخ

بے مثل و بے نظیر جناب نفیس تھے — مداح اُن کا کیون نہ ہو ہر شیخ و شاب ہند
مریخ اُن کے وصف بیان کسطرح کرون — بعد انیس بس تھے یہی انتخاب ہند
پوچھا سن وفات تو ہاتف نے یہ کہا — دیکھو غروب ہوگیا بس آفتاب ہند
۱۹۰۱ء

قطعہ تاریخ از جناب مولوی ابراہیم حسین صاحب ناظم

خورشید علی نفیس فرزند انیس — جن کا غم سے مین سر سخن ڈوبا ہے
راہی ہوئے خلد کو عزا مین اُن کی — خورشید کا نیل مین کفن ڈوبا ہے

شبنم نے بہائے رات اتنے آنسو
پھولون کا چمن مین پیرہن ڈوبا ہے

اور بزم عزا مین شمع روئی اتنی
گرداب سرشک مین لگن ڈوبا ہے

ناظم یہ دبیر چرخ رویا تاریخ
ہے ہے خورشید اوج فن ڈوبا ہے

قطعہ تاریخ از جناب میر دلاور حسین صاحب واصف لکھنوی

اے دل غمدیدہ کچھ واقف ہے تو
آج کیا ہے حال زار لکھنؤ

کیون اڑاتی ہے ہوا خاک اس قدر
کیون فلک پر ہے غبار لکھنؤ

کیون ہین پژمردہ گل رخسار خلق
کیون خزان ہے نو بہار لکھنؤ

ہو رہا ہے جیسا سنسان آج شہر
کب تہا یون ویران دیار لکھنؤ

ہر گلی کوچہ تہا یان جنت نظیر
گل سے تھے خوشتر [illegible] خار لکھنؤ

کیون ہوا افسردہ و پژمردہ آج
بوستان پر بہار لکھنؤ

آج وہ خورشید افلاک شرف
جس سے روشن تھا دیار لکھنؤ

تہا جو شاہنشاہ اقلیم سخن
باعث عز و وقار لکھنؤ

جسکے دم سے ہند کے تھے سب فصیح
ہو چکے ہین ریزہ خوار لکھنؤ

کامل فرزانہ و یکتائے عصر
مایۂ صد افتخار لکھنؤ

دعبل آوان و مقبل مرتبت
شاعر والا تبار لکھنؤ

وجہ سے جس کی جہان کے باکمال
جان و دل سے تھے نثار لکھنؤ

گر نہ ہوتا درمیان اس کا قدم
یون نہ بڑھتا اعتبار لکھنؤ

عہد کا اپنے فرزدق لا کلام
تہا وہ حسان دیار لکھنؤ

تیرہوین ذیقعدہ کو منگل کی شب
اٹھ گیا وہ افتخار لکھنؤ

یہ اسی کی بزم ماتم ہے کہ آج
جمع ہین سب دلفگار لکھنؤ

لکھا واصف نے یہ سال انتقال
مٹ گیا سب اعتبار لکھنؤ
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

جس جگہ دفن نفیس سخن آرا ہوئے آہ
مرتبے مین وہ زمین غیرت فردوس ہوئی

لکھدیا یاس نے یہ مصرع تاریخ وفات
قصر سے زیب ہوئی زینت فردوس ہوئی
۱۳۱۹ھ

معیار
ایڈیٹر حکیم سید علی محسن خاں
۱۹۰۰ء
مطبوعۂ شامِ اودھ پریس لکھنؤ
ضوابط (۱) اس ماہوار گلدستے مین ہر طرح کے ساتھ چند قوافی شائع ہوا کرینگی اور انھین کی تعداد کے موافق اشعار بھی ہونا چاہیئین مکرر قافیہ نہ لیا جائے گا۔
(۲) جو صاحب غزل عنایت فرمائین تعداد اشعار مین انتخاب کا خیال رکھین کلام خریدار و غیر خریدار ایک ہی لحاظ سے منتخب ہوگا۔ اجرتی کلام فی شعر ۲ر وصول ہونے پر بلا تعداد ترتیب سے علحدہ درج ہوگا۔
(۳) قیمت سالانہ ... پیشگی مقرر ہے۔
(۴) نمونہ کا پرچہ ... وصول ہونے پر روانہ کیا جائیگا۔ جملہ غزلیات ہر انگریزی مہینے کی ۱۵ تاریخ تک دفتر مین آجانا چاہیئے۔
(۵) جملہ ترسیل ... بنام سید علی محسن خان ... مالک و مہتمم گلدستہ ہذا ہونا چاہیئے جواب طلب امور کیلیے جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔
(۶) اجرت اشتہار فی سطر ۲ر ایک مرتبہ کیلیے زیادہ ... کیلیے بکفایت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے۔

منتخب و دلچسپ ناولوں کی فہرست

جعفر عباسہ عمر/	عبرت ۳/	نیل کا سانپ	اختر و حمینہ	جنون انتظار ۱۲/	فلورا فلورنڈا کامل
یوسف و نجمہ ۱۲/	شادی و غم	ہشو ۶/	شماتت ہمسایہ عمر/	مرزم سرا	خون تمنا
مادر ہی گمن عمر/	حیات صلاح الدین	نور جہان	المامون عمر/	محصنات ۱/	فریب حسن
ناول سعد المرشد	فسانہ سوزن عشق	لعبت فرنگ	لیلے والہ الدین	جنت الفردوس ۱۲/	گیشا نندنی عمر/
حسن بخلنا	منصور موہنا	ماہ نیاز کامل	نشتر عمر/	ماہ جادہ کامل	ایامی ۱۰/
ملک العزیز ورجنا	کیفر کردار	اعتشاب ۴/	چاند	خون ناحق ۱/	افسون
حسرت عمر/	دلستان	گلاب کور ۴/	ٹیپو سلطان ۱۲/	سعید نذیہ	دہانی دوشیزہ ۶/
شرارت ۵/	تاخیر ۸/	نشیب و فراز	تاما	فریب حسن	شیطان کا انجام
بت سیمین	قزاق	ماہ کامل عمر/	عقد الجواہر	زلف لیلی عمر/	رشید و زہرہ ۴/
راز سربستہ ۱۲/	اسرار لکھنو	خوبی قسمت	نئی نویلی ۶/	جہانگیر عمر/	جنگ ہفت [illegible]
عفت آرا کامل عمر/	رہبر ۱۲/	مشتاق و زہرہ	کایا پلٹ ۸/	احمق الدین ۸/	خدائی فوجدار
پی کہاں ۶/	کامنی	روہنی ۸/	مار آستین ۱۲/	دلچسپ کامل ۱۴/	ندیم بزم
چاند بی بی	شامت اعمال	انقلاب عمر/	ارمان عمر/	انو نیہ عمر/	وصال ۸/
زاہدہ	المجاہد عمر/	ترچھی نظر	نازنین	محبوب تمیلہ ۸/	فسانہ محمود ۱۲/
امراؤ جان	شباب لکھنو ۶/		غریب خانہ ۱/	۸/	پاربتی ۴/
راد بارانی ۳/	زبردستی کا خون ۱۲/	دلکش ۱۴/	شہید وفا	کرم دہم	مظفر و لاابالی ۱۲/
شوخ دیدہ عمر/	معشوقہ عرب	نیلم باوق	ناول عمر/	اسلام	دام ابلیس ۴/
شمشاد و سوسن ۵/	ربط ضبط	فرزانہ ستارا	مرقع زیبا	وقائع نادری	گلزار فرنگ ۲/
دام محبت	معرکہ اپسین	محبوب کست	گلدستہ کشمیر	لفظ بحثی	ماہ کامل عمر/
گلزار داغ	آفتاب داغ عمر/	دریا دوغ	الف لیلہ شہرزاد	الف لیلہ دنیازاد ۱۲/	قصہ چہار
تہذیب بنگ ۸/	ہنگامہ عشق ۸/	راز عشق ۱۲/	گناہ بے لذت ۸/	نو ین ۱۰/	دیوان امانت ۸/
قانون ستار ۱/	غنچہ راگ ۵/	سیرۃ الفاروق	آئینہ اخلاق ۸/	یادگار حسین ۵/	ملا دو پیازا ۲/
حملہ نادری ۴/	دیگر نسیڈا	چاک گریبان	پیر نابالغ عمر/	افسانہ دلپذیر عمر/	طلسم حیرت ۵/
نورتن ۶/	عقل و شعور	تاریخ روس	کلیات ظفر	جذبہ حسن ۸/	عظمت السند ۶/
آئینہ روزگار ۸/	سیلوفر ۵/	خورشید بہو ۵/	بہار عالم ۵/	کرشمہ قابت ۵/	طلسمی فانوس
لال کپتان ۸/	دلبر ۴/	شیل مختی ۴/	عمرو ریحانہ ۴/	عیا ۲/	جذبہ عشق ۸/
فردوس بریں	وحشی و محبوبہ ۶/	بانکا شوہر ۶/	جگر خراش ۶/	تسخیر ۸/	مرجھا ۳/
خنجر	قہقہہ دیوانہ ۶/	تاثیر ۸/	ناشاد ۸/	درشن نندنی عمر/	حقیقہ حیرت ۱۰/

فارسی

قطعات تاریخ ارتحال پرملال جناب میر خورشید علی صاحب نفیس

قطعہ تاریخ از جناب حکیم مہدی حسن صاحب احسن

کیست آن کس کہ ز تصنیف بہشت نازد
قدرتے نیست کہ سحبان الفصاحت نازد

از بنائے لحد پاک زمین را فخر نیست
آسمان را چہ مجالے کہ بہ رفعت نازد

چشم گریان پدر اشک غم او شاد ان
دل خون گشتہ بہ نگینی قسمت نازد

مومن آن طور باعزاز غلامی مغرور
بہ طریقے کہ گنہگار بہ رحمت نازد

مہر از نور کمال تو فروغ دریافت
ذرہ از فیض قدوم تو بہ قسمت نازد

ربط اسلام بدولت تو چنان مربوط است
بہ طریقیکہ امامت برسالت نازد

واصف آل نبی مدح طراز سبطین
حامل نیت پاک تو بہ قسمت نازد

مفلس از مبلغ الطاف تو شد مستغنی
منعم از فیض گدائے در دولت نازد

رشتہ نظم با غوش تو وا کردہ نقاب
خوبی احسن کلامست بہ کلامت نازد

بادشاہ سخنے فخر سلاطین جہان
لازم آنست کہ سلطان السلامت نازد

سال تاریخ وفات تو رقم زد احسن
اے بزیر قدم پاک تو جنت نازد

قطعہ تاریخ از جناب مولوی سید ظفر مہدی صاحب اثیم تعلقدار علی نگر

سید ذی شرف فاخرہ خورشید علی
آنکہ نگذاشت در ابنائے زمانہ ہمسر

بود حسان زمان در شرف نعت نبی
ہم زبان بود بکاشفی بہ ثنائے حیدر

حمیری بود بمداحی اولاد علی
مرثیہ بود چو دعبل نزبالش یکسیر

عارفی بود چو سلمان بنکات عرفان | جوہر روح ولا بود مثال بوذر
عمر خود باخت در اشتغال ولا چون عمار | بر رو غیر نیاورد رخش چون قنبر
گہ نیالود زبانش بہ ثنائے اغیار | بود معروف شب و روز بمدح حیدرؑ
در رواو مرثیۂ سید بیکس بودہ است | حشمت محتشمی یافت بلطف داور
شاہی ملک سخن بود برائش زیبا | لشکرش مجمع احباب و سریرش منبر
بود نظم سخن از حشو و زوائد خالی | بود در ربط و تسلسل سخنش سلک گہر
بر زبان داشت ہمہ علم قوافی و عروض | نکتہ و رمز و صناعات ہمہ مستحضر
کرد تصحیح بہ تنقیح زبان اردو | خلعتش لطف زبان بود و فصاحت زیور
قدر دانان سخن شیفتۂ حسن کلام | دور و نزدیک و دیدہ و بزبان ہا جوہر
تا فلک رفت دم مدح صدائے تحسین | شدہ در بزم دم ذکر مصائب محشر
اثرے بود بافضال خدا در نظمش | میخلیدے بجگر مصرعۂ او چون نشتر
منکسر بود در اخلاق باین اوج کمال | بود بے نفس و را وضع تکمیل ہنر
چون ز ہشتاد بیفزود سنین عمرش | کرد زین دار فنا سوئے جنان عزم سفر
سیزدہ روز چو بگذشت ز ماہ ذیقعد | سپئے دربار امام دو جہان بست کمر
داغ فرقت بدل اہل ولا اعدا بنہاد | خندہ بفردوس نمودہ ز جہان غمض بصر

سفت تاریخ وفاتش دل مغموم انیم
بجنان یافت نشیمن بولائے حیدرؑ
۱۳۱۸ھ

قطعۂ تاریخ از جناب حکیم آغا صاحب اسد فارسی گو

یاد ایامی کہ بودم با نفیسے ہم نفس | زندگی سازم بسر آزردہ ایدر بی نفیس
در غمش دلہائے احبابش نگر چون دو نیم | ہر نفس در سینہ سازد کار خنجر بے نفیس
اینقدر شد مجمع احباب در بزم عزاش | یاد آمد ہر کسے را روز محشر بے نفیس
از تب اندوہ او احمر نظر آید بچرخ | گوئیا شد منخسف خورشید خاور بے نفیس
خاکساری چون نسازد با دو سوز فوت او | ہر تنے را گرد گردون خاک بر سر بے نفیس
نے غلط گفتم کہ جملہ عاشقان بوتراب | از الم در بر نمودہ رخت اغبر بے نفیس

راست بر گویم کلام اہل ظاہر خوب نیست
ختم سہل ممتنع گفتن براو شد در سخن
منحصر بر ذات پاکش شد مصائب گفتنی
اہل عبرت را دلیل صدمۂ قلبی بود
لسکہ شد این واقعہ در دولت علیا بیان
از ہجوم حسرت و حرمان و یاس و درد و غم
سال فوتش اے اسد گفتم ز برنہ بینات

نظم نظم از ردی معنی گشت ابتر بے نفیس
گشت کر در ملک فصاحت امرد بے نفیس
مرثیت را لطف نبود پیش احقر بے نفیس
بے سبب نبود رخ عالم مکدر بے نفیس
ہند شد از جور دہر سفلہ پرور بے نفیس
گشت بیدل اہل دل را جان مضطر بے نفیس
بے کلیمے طور باشد سطح منبر بے نفیس
۱۹۰۱ء

باز گفتم در ہمین صنعت ز روے امتحان
گنبد گردون بدون مہر و منبر بے نفیس
۱۹۰۱ء

قطعہ تاریخ از شیخ الٰہی بخش صاحب ضیا آئین ساکن پونا

سید خورشید علی مداح آل پاک بود
مرثیہ گوے شہید کربلا و اکر نفیس
دُرِّ دُرجِ فاطمہ یاقوت کانِ مصطفےٰ
قامتِ موزون بلاشک مصرعۂ برجستہ بود
اختر برج شرافت سیدِ عالی نسب
رُخ ضیا بخش چراغ محفلِ اہل کمال
حسرتا در دا چنان از چشم ہاے مردمان
سیزدہ تاریخ ذیقعدہ شب سہ شنبہ بود
ہست با چاک گریبان ذاکر گلگون قبا
سال فوتش را چو پرسیدم سروش غیب گفت

عندلیبِ گلشنِ وصفِ دل و جان علی
زیب و حسن منبر بزم محبان علی
بے نظیر و بے بہا لعل بدخشان علی
بیت ابرو مطلع اشعار دیوان علی
ماہ زہرا و نبی خورشید تابان علی
روشنی بزم غم شمع شبستان علی
شد نہان زیر زمین بدر درخشان علی
رفت سوے گلشن فردوس ریحان علی
شاملِ حور ملائک زیر دامان علی
گیر در یک مصرعہ اثنا سن بفرمان علی

کن رقم سیفے امین رفت از جہان سوے عدم
پاکباز آل پیغمبر ثنا خوان علی

۱۳۱۸ھ ۱۳۱۸ھ

قطعهٔ تاریخ از جناب حکیم میر عنایت حسین صاحب بارق

آه آه سر آمد صاحب باکمال المتفرد بین الاقران والامثال المؤید من الله المتعال کحل الجواہر بصیرت نازک خیالان معیار الامتحان سخن سنجان سرمایهٔ تفاخر سخنوران مابه الافتخار ہند وستان اشہر از صاحب و کلیم ستوده تر از حافظ و سلیم اکمل الشعراء افضل الادبا افصح الفصحا ابلغ البلغا سند الکملا مخدوم الغربا و الاغنیا ممدوح الخاص و العام حمی الاکرام و و المجد والمکارم نخبة الاعاظم فرزدق دوران و عبل زمان أستاذ الاساتذه جناب میر خورشید علی صاحب المتخلص به نفیس اعلی الله مقامه فی الجنان و البسه حلل الرحمة و الرضوان صبغهٔ حقیر ہیچمیرز عنایت حسین الرضوی متخلص به بارق الملقب به حکیم عفی عنه مشتمل بر مصرع تاریخ در اختتام و نیز استخراج سنین وفات از لطائف کلام و ہم تعداد عمر شریف

آن سید باکمال و حسّان زمان — مداح حسین خاصهٔ علم نبی
ہم مادح اقربا و انصار حسین — از جوش ولا و رغبت توشهٔ عمل
چون قاسم و عون و ہم اکبر و عبدالله — عباس سفرق جنو و حیدر لی
انصار امام مثل حر بن قین — ہم این مظاہر و ہلال بجلی
مقبول و وحید ذاکر شاه شہید — دل داده نام آن ولی ابن ولی
جدش حسن و تخلصش بود نفیس — ہم نازش شاعر سخن سنج علی
مشہور زمانه در کمالات و فنون — ممتاز ز اہل عصر در بے بدلی
از عرش بلند سیر سیدش غب و روز — در نظم خزینهٔ ز فیض ازلی
تفصیل کلام او به ابیات کلیم — در مرثیه چون فروغ طور است جلی
در غرفهٔ حور وی حور خوش در بیت — ہر لفظ ز فرط خوبی بر محلی
نالید ز موت او که و مه در فلک — محزون و ملول ہر دلی گشت و علی
خورشید سماء نظم پنہان به زمین — شد و انسفار ز احتیال اجلی
کس مرثیه گو سے حال سفتاد و دو تن — بینی نه بجشش چو خورشید علی
شد غیبت و رونق مجالس نه نہد — جو عشرهٔ ماتم حسین ابن علی

خواهی که بسال رحلتش پے به بری — اے سیدات از نکاتِ اشعار ملی
اسماے عدد که اندرین قطعه بود — منضم گردان به لفظ خورشید علی
سازی عدد این اولین را چو بهم — با شرح سنین عمر لا جا جلی
حوران در خدمتش به جنت باشند — بارق ز خدا همین ست قضیٰ املی
سیراب شود ز آب کوثر که خناب — بیش از برف است و به ز طعم عسلی
ور دست رسش بود فواکه که خوش اند — از ذوق حیات هم به فرخ المثلی
نیز از پئے سال فوت گویم به غمش — اے واویلا و واے خورشید علی

۱۳۱۵ھ

قطعات تاریخ از مولوی سید محمد باقر صاحب سب جج ضلع پرتاب گڈھ

دُر محیط بلاغت نفیس ابن انیس — اگرچون پدر نفیسجان و سر بود رئیس
سخا نواده خود بود مادح خامس — هواے خامس آل عبا بنظم نفیس
مدام مونس تنهائیش به لیل و نهار — همان کلام خوش و دلکش و فصیح و سلیس
ازین جهان بشب سیزده ز ذالقعده — سفر نمود و به آبای خویش گشت جلیس
براے سال وفاتش بگفت هاتف غیب — بخلد آمده نفس نفیس انیس انیس

۱۳۱۸ھ

ایضاً

گوهر دُرج فصاحت کوکب برج کمال — آنکه اندر زمرهٔ ارباب دانش بُد رئیس
عندلیب گلشن مدح حسین ابن علی — آن کریم ابن کریم اعنی نفیس ابن انیس
آه رحلت کرد و رفته زینت منبر ز خلق — رونق مجلس نه باشد شد چو خالی این جلیس

اشک حسرت ریختم از چشم و گفتم سال او
آه جاے ماتم و آمست مجلس بے نفیس

۱۳[illegible]ھ

ایضاً

وا دریغا شد نهان خورشید افلاک کمال — تیره و تاریک شد عالم سراسر بے نفیس
گلشن معنی تهی زان عندلیب خوش نوا ست — هر نفس بلبل بنالد بر گل تر بے نفیس
بد نفاست در گلستان سخن از نفس او — شد خزان اکنون آن باغ معطر بے نفیس
مومنین را تا بداماں شد گریبان چاک چاک — چشم گریان قلب بریان خاک بر سر بے نفیس

گرچہ جائے گریہ و زاریست اما شد فزون ماتم اندر مجلس سبط پیمبر بے نفیس
لکھنؤ افسوس خالی شد ز ارباب کمال بے انیس و انس و مونس گشت دیگر بے نفیس

گفت ہاتف مصرع تاریخ فوتش این حسین
ہند بے رونق فلک بے مہر منبر بے نفیس
۱۳۱۸ھ

ایضاً

ہزار حیف کہ خورشید آسمان کمال بلند مرتبہ سلطان ملک نظم نفیس
بفن شعر و سخن رہنمائے اہل زبان بزمرۂ فصحا پیشوا و راس و رئیس
مقلدش شعرائے زمان ز اہل کمال پئے بنائے فصاحت ز ذات او تاسیس
قلوب خلق ز معجز بیانیش در وجد خوشا طریق بیان و زہے کلام سلیس
بروح قدس مؤید بمدح آل نبی نہ ہجو ہرزہ درایان توابع ابلیس
شب سہ شنبہ و ثالث عشر ز ذی القعدہ سفر نمود ز دار فنا دم تعریس
غروب گشت چو خورشید شد جہان تاریک صدائے نالۂ جانسوز رفت تا برجیس
کلام او پئے یاد آوریش مرثیہ ایست بدیدنش ہمہ گریان نفوس با تقدیس
لنا البکاء و لکن منغص الکربات عن النفیس ازال الغموم بالتنفیس
تمام عمر چو با مدح و ذکر آل رسول بدست و قلب و زبان فصیح بود انیس
ز اہل بیت بہر بیت جنت یافت تجلّی ہائے جنان یافتہ تنش تلبیس
ز جام کوثر و تسنیم خلد شد سیراب بود بہ مجلس ساقی سلسبیل جلیس
بگفت طبع خرنیم برائے تاریخش عجیب مصرع ذو معنیین با تجنیس

التعبیر تعمیہ و تخرجہ بود این سال
شود شفیع علی و ولی نفس نفیس

ایضاً

چو خورشید افلاک عز و شرف شہنشاہ ملک فصاحت نفیس
کہ مثلش با قطار عالم نبود بنظم فصیح و بلیغ و سلیس
انیس از دل و جان بنگر حسین ز منبر نشینان ذی شان رئیس

بفرمودہ رحلت زدار فنا
ندائے زغیب آمدہ این چنین ۱۸۱۳۱۳ھ

بخلد آمد و شد بجید رجلیس
قریب علی شد بقصر نفیس ۱۸۱۳۱۳ھ

ایضاً

آہ خورشید علی جہ شرف
افصح الخلق امام الشعرا
کرد رحلت زجہان سوئے جنان
نام او سال ولادت باشد

کہ کمالش بجہان بود جلی
مادح خاص امام ازلی
گشت ملحق بہ حسین ابن علی
سال فوتش بحساب جملی

آشکار است باکاف سہ لفظ
آہ از سید خورشید علی ۱۸۱۳۱۳ھ

ایضاً مصرع تاریخ صوری و معنوی

ہجری بدہ و ہشت ہزار و سہ صد ۱۳۱۸ھ

ایضاً

بود ذوالقعدہ و شب سیزدہ ۱۸۱۳۱۳ھ

ایضاً

بلبل گلشن فصاحت رفت
بود عزلیب نکتہ ہائے سخن
یوسف مصر خوش بیانی بود
باہمہ عز و شان یکتائی
در ثنا گستری آل رسول
خاص از بہر این خجستہ عمل
بیت دار السلام را اہل است
در شب سیزدہ ز ذی القعدہ
بُد چو مداح و ذاکر شبیرؑ
نعمت خلد یافت در فردوس

بانہ در باغ دہر نام نفیس
فصحا راسند کلام نفیس
حسن گفتار بُد غلام نفیس
حبذا حسن خلق عام نفیس
ہمہ بگذشت صبح و شام نفیس
بود گویا زبان بکام نفیس
ہم مرائی و ہم سلام نفیس
سوئے فردوس شد خرام نفیس
ہر ملک کرد احترام نفیس
حور مقصورہ در مقام نفیس ۱۸۱۳۱۳ھ

یافت از دست ساقی کوثر — از شراب طہور جام نفیس

ہاتف غیب گفت تاریخش
شد بقصر ارم مقام نفیس
۱۳۱۴ھ

ایضاً

مہر اوج فصاحت و دانش — صاحب طبع پاک ورائے نفیس
ہمچو خورشید شد نہان بزمین — شد جہان تیرہ از قضائے نفیس
مومنین چشم تر گریبان چاک — دست بر سینہ در عزائے نفیس
رونق منبر و مجالس رفت — وائے خورشید علم وائے نفیس
چشم مایوس از زیارت او — گوش محروم از صدائے نفیس
موجد و مجتہد بشعر و سخن — کس لب الم نہ بُد سوائے نفیس
رہنمائے طریق حسن کلام — ہمہ رہرو بہ نقش پائے نفیس
گرچہ سودائے آن بسے دارند — دیگران ہم باقتدائے نفیس
ہمہ گلچین باغ مضمونش — لیک خالی سر از ہوائے نفیس
جز کلام حسن نہ ذکر حسین — شغل دیگر نہ بُد برائے نفیس
از گہر ہائے نظم و اشک عزا — برد با خویش ہدیہ ہائے نفیس
باشد از جانب جناب الٰہ — بہترین جزا جزائے نفیس
حور مقصور با شراب طہور — باغ فردوس و حلہ ہائے نفیس

ہاتف غیب سال رحلت گفت
باد قصر بہشت جائے نفیس
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ از جناب میر بادشاہ علی صاحب بقا

وادریغا وادریغا وادریغ — در جہان گردید افراط غم و ہم بے نفیس
بر زمین و بر فلک انس و ملک با درد و غم — بر فغان فریاد و نالہ چشم پُر نم بے نفیس
آتش رنج و الم ہر دم بسینہ مشتعل — آہ سوز دل سے کشتہ ہر قلب پُر غم بے نفیس
تیرہ و تاریک شد در دیدۂ مردم جہان — میچکد از چشمۂ چشم اشک پیہم بے نفیس

رفته رفته از زمین شد بانگ ناله تا فلک — کوچه کوچه گشت برپا شور ماتم بے نفیس
شاق بر قلب تگر آمد رفت نفس — مے شود نوک سنان پیوست هر دو نفیس

گشت ترتیب نظم سال رحلتش با قلب نور
آسمان بے مهر عالمتاب عالم بے نفیس
۱۳۱۶ھ

ایضاً

هزار حیف ز باغ جهان فانی رفت — چو بوے گل بر یاران ارم روان نفیس
ندا ز گلشن فردوس پاک رضوان داد — نفیس یافت ز دار جنان مکان نفیس
۱۳۱۸ھ

قطعه تاریخ از جناب سید امانت علی صاحب تابان بدایونی

به مسلک مهر و ماه خورشید علی اہل کمال — آفتاب عز و تمکین رئیس ابن رئیس
در کمال علم و فضل و عقل و الا دستگاه — خوش بیان خوش فهم خوش تقریر خوش خط خوش نویس
سید قدسی نهاد و شاعر معنی نژاد — صاحب تدقیق و هم تحقیق با طبع سلیم
مجتهد فن مرثیه گوئی به عالم بے نظیر — فخر حسان یادگار مونس و انس و انیس
عاقبت نظم زمین شعر چون رفت از جهان — گشت معروف فغان در قبر خود شیخ الرئیس
عالم و فاضل فقیه و شاعر نامی نماند — علم بے عالم قلم بے لوح خط بے خوش نویس
مداح شهید کربلا آن حق پرست — با ملائک ساکن در قصر جنان مجلس نفیس
مرغ روحش به شهر طوبی کند ذکر حسین — بیر دلش آرد اشک از چشم ملک نظمش سلیس
سوے جنت رفت از دار فنا استاد عصر — بخت بیداری بلکر و بیان باشد جلیس
لکھنو بے رونق و هندوستان شد بے چراغ — جام بے جم فوج بے سردار مسند بے رئیس
جسم بے تن عقل بے سر چشم بے نور ضیا — صدر بے دل سر بے جسم و محفل بے نفیس
دل ز درد و چشم از اشک و جگر از خون ناب — پر شده چون جام و دو دریده رحمت نفیس
لفظ از معنی سخن از ذوق نظم از لطف شعر — گشت خالی چون جهان خالی شد از نفیس
مصرع سال وفاتش گفت تابان حزین — مصر بے یوسف جهان بے مهر بزم بے نفیس
۱۳۱۸ھ

مصرع تاریخ تابان گفت در سال مسیح
گلستان بے گل خوش لہجه مجلس بے نفیس
۱۹۰۱ء

ایضاً

میر خورشید علی چو راہی شد — الم از ماہ تا بماہی شد
رفت از چرخ ابر چون تابان — قرص خورشید در سیاہی شد

۱۹۱۰ع

قطعہ تاریخ از جناب میر تجمل حسین صاحب تجمل فارسی گو

پس از مرگ نفیس منقبت گو — کمال مرثیہ گوئی ست لاسئے
تجمل گفت سالش از سر آہ — کلیم طور منبر رفت سے ہے

۱۳۱۸ھ

ایضاً

اے تجمل نفیس شد چو خموش — ترک فن لا کلام باید کرد
شاعری پاشکستہ گویا گشت — مرثیہ را اسلام باید کرد

تحریر ۱۰ - ۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب نواب محمد مہدی علی خان صاحب قمر

اُستاد یگانہ چو رحلت یابد — زین واقعہ دل چرا نہ حسرت یابد
بود ست زبان روزمانہ سخنش — سحبان زکجا چنین فصاحت یابد
در مرثیہ ہاش کس کشاید نظرے — ہر جا بکلام صد بلاغت یابد
از ہر مرضے کہ عارض حال شود — اُمید ہمین بود کہ صحت یابد
الا مرض فراق چون است — ممکن نہ بود کہ قلب راحت یابد
ناسور کہن کہ از غم شہ بل است — زین زخم نوی بسا اذیت یابد
مداح ابوتراب و اولاد او — آرام مدام بین تربت یابد
وصف شہ نینوا کند ہر کہ بعاک — جنت ابہ دل چنین ریافت یابد
ہر بزبان حال فریاد کند — گر از شہ کربلا اجازت یابد
کے مرثیہ خوان و مدح گوے شبیر — مجلس بجہ طور سے آ زینت یابد
ور سند [illegible] — از ختم رسل بہاے محنت یابد
گفتیم قمر سنہ [illegible] — خورشید علی نفیس جنت یابد

۱۹۱۰ع

قطعہ تاریخ از جناب حاجی سید محمد علی صاحب زائر زیدپوری

بہر ملک عدم گردید آہ — یادگار نیک کردار انیس
بر وفاتش گشت نالان در جہان — ہم وضیع و ہم شریف و ہم رئیس
چون نگردید چشم عالم در غمش — گرد رحلت مرثیہ گوے نفیس
از طفیل مدح آل طٰہٰ برہ — شد بجوار جنان خوش جلیس

گرد زائر سال فوتش زیب نظم
رفت در بزم جنان اینک نفیس
۱۳۱۸ھ

ایضاً

زہے زبان نفیس و خوشا بیان فصیح — بماند تا بہ ابد یادگار نام نفیس
رسید چون بہ ریاض بہشت رضوان گفت — بیا خوش آمدی اے ناظم کلام نفیس
بقصر صدر جنان بردش بصد تعظیم — براے راحت او کرد انتظام نفیس
چو دید ساقی دور از قصور یعنے حور — بداد پر ز شراب طہور جام نفیس
کنون بہ بزم مسرت فزاے ابن علی — بعیش میگذرد روز صبح و شام نفیس

بگفت بہر سن وصل ہاتف از زر
نفیس یافت ز لطف علی مقام نفیس
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب نواب مرزا محمد تقی خان صاحب ذکی

آن نفس النفیس پاک و قدسی — رفتہ بجوار حق تعالے
ذیقعدہ دسیزدہ سہ شنبہ — شد رحلت آن جناب والا

سال تاریخ بے دل صبر
خورشید نفیس شد و بالا

ایضاً

سحبان نما سخندان لے کرد زندگانی — رفتا ز جہان فانی در ملک جاودانی
آن دعبل سخن آن مقبل مقدس — حسان الطبع اقدس آن بیان بخوش بیانی

آن ناظم حقایق منظوم کرد حق حق — آن ہمسر فرزدق آن محتشم فغانی

مہر سپہر منبر چون انوری سخنور — خورشید ذرہ پرور رشک گلستان معانی

حسن حسن نظامش مدح حسین کامش — در مہر یا ناممش یا وصف قدر دانی

زیب و وقار مجلس آن شہریار مجلس — انیس و مونس در رہبری دوانی

مجموعۂ کمالات آن مرکز خیالات — نظم وفات وحالات ظاہر ز نکتہ دانی

دار السلام جانشین دل تحت لفظ نالیش — در مرثیہ ہند انیس با سوز و نوحہ خوانی

نطقش بحیرت و یاس در قلب کالالماس — بود است خضر و الیاس در بندشش روانی

با انکسار فروتن با سرکشان تہمتن — با نام جہل دشمن با علم یار جانی

ماہ دو عید خالی از غم نبود خالی — از سیزدہ سہ شنبہ و بردو ثم سمانی

وقت سحر عیان شد خورشید پنہان شد — باقیست ذات باقی کل ماسوائش فانی

در مصرعے مکرر تحیری حساب بنگر
آہ ای خلیق ثانی وای خلیق ثانی
سنہ ۱۳۱۸ ہجری — سنہ ۱۳۱۸ ہجری

قطعہ تاریخ از خواجہ نورالدین صاحب سروش فارسی گو

خورشید علی کہ بود مداح امام — بگرفت بقصر جنت الماویٰ جاے

سال تاریخ رحلتش گفت سروش — یکتاے زمانہ رفت از دنیا ہاے

قطعہ تاریخ از جناب احسن مرزا عرف منے مرزا صاحب شرر

رفت از دنیا جناب قبلہ و کعبہ نفیس — زین سبب برپاست ہرسو غلغل آہ و فغان

نیست این آواز رعد و برق بر گردون دون — میدہد اندر درونش تب من نالہ کنان

در شب غم بہر تو ہر سینہ افزودہ الم — پارہ پارہ ہمچو جگر ہستند مانند کتان

در نظر آمد گل احمر برنگ لخت دل — چون نگاہ دیاس بنمودم سوے بوستان

از غم بے انتہا در سان بجانم گشتہ گرد — مہر شمشیر الم ہشت آسمان سنگ نشان

نیست ظاہر بر فلک این ماہ نو اندر شفق — در دلش ناخن زن است این عکس زخم خون چکان

هست از تنگی قلب و نیش غم درد درون / شد نگاه من بشکل مردمک تیره جهان

نیست فوق الراس این لیلی لقا ایدل بیا / واه واه قلب من برداشت بر سر آسمان

در چنین عمر اسے شریر نوشتم این سال وفات

کان جوهر حاکم ما آب سخن رفت از جهان

۱۳ھ ۱۰

قطعہ تاریخ از جناب مولوی سید شریف حسین خان صاحب

دلا آمد زمانے آنکہ گردون از خرام افتد / ہمہ دور قمر از گردش خود بے نظام افتد

شود تاریک روز عقل از بے مہری گردون / ضیائے علم در عین عروج خود بشام افتد

ہمہ طعم حیات اہل ایمان صبر را ماند / ہمہ زہر ہلاہل در مذاق خاص و عام افتد

نقود گنج ہر فضل و ہنر یغما رود ایدون / ہمہ خون جگر باشد کہ در کام کرام افتد

دل اہل کمال بزم عالم ہم بہم و بر ہم / از این سوگ قیامت زا کہ در ہر ہر مقام افتد

بیا بنگر جفا و جور این گردون دون پرور

کہ باشد ہر شما بر اوج این ماہ تمام افتد

قطعہ تاریخ از جناب محمد افضل علی صاحب ضو ایڈیٹر بدایون گزٹ

سحبان زمانہ میر خورشید علی / مرد دیندار بود اہل ایمان

خوش خلق و خوش کلام مشہور نفیس / یکتا و ہند بود او مرثیہ خوان

رحلت فرمود لکھنؤ خالی شد / ذاکر بے مثل از جہان سوے جنان

اخبار خبر رسانید یا من ہیہات / انا بعد خواندم و گریہ کنان

ہجری تاریخ رحلتش گفتم ضو

سلطان الذاکرین محبوب زمان

۱۳ھ ۱۰

قطعہ تاریخ از جناب کرامت الدولہ سید محمد رضی صاحب ضیا

صاحب عزت و فرزند انیس / بجنان شد شہ دین را جلیس

از دنیا ہاتف غیبی تاریخ / گفت رفتہ بارم نفس نفیس

۱۲ھ ۱۰

قطعہ تاریخ از جناب منشی سید زوار حسین صاحب طرار

حیاتِ جاودانی نسبتِ کس را جز خدا حاصل — بقا او را بود باقی ہمہ فانی ہمہ زائل

ولے باشد ہمین دنیا برائے کردن و گفتن — پئے ہر عاقل و عاقل پئے ہر جاہل و غافل

زہے قسمت گر از کردار ہم حظے برد انسان — وگرنہ انچہ خواہی ہست با گفتار ہم حاصل

ہمے بینے نفیس شاعرِ آلِ محمد را — کہ باد از رحمتِ داور بروحِ پاک او نازل

تبابوتش بگو راو بیاد او بذکر او — یکے گریان دگر نالان یکے مضطر دگر بسمل

ہمہ این حزن و غم زیبا ہمہ این رنج و ہم برجا — گر او دیگر بملکِ ہند بودہ این دماغ و دل

بلاغت جاکری میکرد بر درگاہ والا اش — فصاحت یک کنیزک بود و اندر خانہ اش داخل

مضامین بلیغ آری روا با آن فصاحت کرد — چنان کاسان شد از مشکل ہر وقت ہر مشکل

بطبع خود بہ فکر خود بہ قلب خود بہ علم خود — گہے عرفی گہے صائب گہے کانی گہے باذل

ہم او مومن ہم او ملٹن ہم او غالب ہم او انیس — ہم او طوسی ہم او حافظ ہم او سحبان ہم او وائل

کلامش منطق موسیٰ بیانش لحن داودی — بیانش معجز عیسیٰ زبانش خنجر قاتل

مسلمان نامسلمان اہل جنس اغیار و ہم عامل — ہمہ فرہاد شیرین کلام او بہر منزل

زہجرش سینہ ہائے شاعران از بسکہ چاک ست — نشان سکۂ لطفش نمایان ہست بر دل

جلیل القدر و عالی ظرف خوش آئین و نیک اختر — رقیق القلب حق آگاہ و اہل درد و اہل دل

نفیس منکسر پایہ ات تمکین مے نازد — کہ شاہان و سلاطین را بود این اوج کے حاصل

تفصیل حدیث من یکے شد ختم عمر تو — کنون پروردگارت صادق الوعد ست ہم عادل

پئے سال وفاتش بالقم طرار مے گوید
ہلا سعدی شد از دنیا وست فردوسی کامل

قطعہ تاریخ از جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی

نیر برج سیادت میر خورشید علی — سایۂ خود بر گرفت از فرق دنیائے نفیس

بود مداح رسول و ذاکر آل بتول — صاحب حسن حسن خلق خلیق انس انیس

گر حسابے از حسب گیری کریم ابن الکریم — در نصابی ای نسب جو لی رئیس ابن الرئیس

دعوی حسانیش در ہند ثابت شد کہ بود — حجّت ناطق زبان او بگفتار سلیس
انجم و افلاک را رفعت دہ از فکر بلند — انفس و آفاق را جان بخش از انفاس نفیس
جسم او از ہند در خیر البلاد آمد دفین — روح او بر سدرہ با روح الامین باشد جلیس
حور و غلمان در جنانش آن پرستار این خدم — انس و مونس بر زبانش آن جلیس و آن انیس

سال غم از مجلس ماتم عزیز آمد بگوش
آفتابے بود حقا اوج منبر را نفیس
۱۳۱۸ھ

قطعات تاریخ از جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی

دل نشود چون تپان زیر زمین شد نہان — آنکہ بُدی در جہان ملک سخن را رئیس
مادح آل نبی مقبل مقبول وقت — طبع سلیم و روان بود زبانش سلیس
خسرو اقلیم فن کان شیرین سخن — قائل مدح حسن مثل خلیق و انیس
سال وفاتش چو جست از رہ اندوہ عزیز — شد الم جانگزا در دل پر غم جلیس

منشی تاریخ او از سر الہام گفت
منزل خورشید شد جائے لطیف و نفیس
۱۹۰۱

ایضاً

چون شنیدم خبر ز مرگ نفیس — بہر تاریخ طبع شد مصروف
از سر آسمان ندا آمد — شدہ خورشید در میان کسوف
۱۹۰۱ع

قطعہ تاریخ از جناب مرزا عباس صاحب عکس لکھنوی

چہ فکر نظم کنم عکس اندرین ماتم — دلم کباب شد از ہجر جانگزائے نفیس
نشان سال ہمین است از سر اندوہ — قریب قصر امام شہید جائے نفیس
۱۳۱۸ھ

قطعات تاریخ از جناب سید عباس حسن فصاحت

وا دریغا رفت ازین عالم نفیس — زیب مجلس فخر ارباب کمال

چون عزیز خلق از اخلاق بد — داد ہر دل را غم و رنج و ملال
سیزدہ تاریخ در ذیقعدہ آہ — رفت ہستی سبت آن نازک خیال
صورت حسان بہ ہر آوازہ داشت — بود نطقش بے عدیل و بے مثال
واہ از مداحی و حسن عمل — با ملائک رفت پیش ذوالجلال
نعش را بردند مردم سوے مقبر — خاک بر سر نوحہ خوان وقت زوال
بعد غسل آمد چو با جسم نفیس — دفن شد نزد پدر آن خوش خصال
در غم آن نامور از چرخ پیر — سبکیہ سیدم فصاحت بہر سال

گفت این مصرع بہ ہجری کن رقم
اوفتادہ آہ افسر از فرق کمال
۱۳۱۸ھ

ایضاً

آہ آن مدح گوے آل رسول — بُد بہ اہل کمال راس و رئیس
سال فوتش فصاحت غمگین — گفت رفتہ نفیس پیش انیس
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از منشی قمر الدین احمد صاحب فوق سندیلوی

نفیس سخنور چو فرمود رحلت — شد از وفاتش غم و رنج طاری
رقم کردم اے فوق تاریخ فصلی — ز روے غم و شور و اندوہ و زاری
۱۳۱۸ھ

قطعات تاریخ از جناب سید ساجد حسین صاحب فہیم

چون نباشد براے ماتمہا — حسرت انگیز ماجراے نفیس
کو نفیسے کہ داشت در عالم — عقل و طبع نفیس وراے نفیس
کو نفیسے کہ صورت خورشید — معلی داشتہ ولاے نفیس
تا شود قرب بعد مرگ نصیب — بس ہمین بود مدعاے نفیس
کرد مدح نبی و آل نبی — حبست بہر رضا بناے نفیس
بر سخنہاے دلفریب و گزین — یک جہان بود مبتلاے نفیس

نظم وہم ذاکری بزم عزا | بود حقا مگر بہ اے نفیس
اندرین فن مثال والد خود | بود کو در جہان ورای نفیس
چون نہ گویم کہ از نفاست نظم | این تخلص سزد بہ اے نفیس
دفعتاً گردش شاہباز اجل | رخ سوے جنت سراے نفیس
میل پرواز در سہ شنبہ نمود | روح از جسم چون ہماے نفیس
سیزدہ بُد ز شہر ذیقعدہ | کہ روان شد سوے خداے نفیس
بسکہ تاریخ بود او سید | خالق او را دہد جزاے نفیس
خبر مرگ چون رسید بگوش | دل فغان زد کہ ہای ہای نفیس

گفت تاریخ ارتحال فہیم
باد قصر بہشت جاے نفیس
۱۳۱۸ھ

قطعات تاریخ از مرزا عبد المجید صاحب فہیم گورکھپوری شاگرد جناب یاس لکھنوی

تا.ام جناب حسین و حسن برداشتہ دل از دار محن
بیزار شد از گلزار جہان فرمود چو سیر باغ جنان
ناچار فہیم زار و حزین تاریخ وفاتش کرد رقم
اے وائے نفیس سحر بیان اے وائے نفیس نکتہ دان
۱۳۱۸ھ

ایضاً

چون نفیس از جہان فانی رفت | یافت جنت ز خالق کونین
گفت تاریخ انتقال فہیم | بود افسوس ذاکر حسنین
۱۳۱۸ھ

ایضاً

از جہان رفت نفیس سخندان | وائے الم اے ستم وا ویلا
بہر تاریخ چنان گفت فہیم | رفت استاد زمان از دنیا
۱۳۱۸ ہجری

قطعہ تاریخ از جناب محمد حسن صاحب قابل

قابل محزون چو شنید این خبر
رفت نفیس آہ بسوے عدم
یاد کمالات و علوم جناب
زد بدلم ناوک رنج و الم

بے سر اہیام رقم شد سنش
منزل خورشید علی شد ارم

قطعہ تاریخ از سید علی بہادر صاحب قیاس خلف اکبر جناب یاس لکھنوی

میر خورشید علی بد متخلص بہ نفیس
مدح گوے شہ مردان و ثنا خوان نبی
لائق آل رسول مدنی توصیفش
بد ثنا گستر لیش قابل و شایان نبی
ذکر شاہ شہدا السبکہ شعارش بودہ
یافت در باغ جنان حلۂ دامان نبی
سیزدہ بود ز ذیقعدہ شب سہ شنبہ
از جہان رفت و بجنت شدہ مہمان نبی
چون نرفتی زجہان جانب کوثر بجنان
بود سرمست ز جام مے عرفان نبی

زد رقم مصرع تاریخ قیاس محزون
زیب فردوس شدہ بلبل بستان نبی

قطعات تاریخ از جناب مولوی شیخ عبد الرحیم صاحب کلیم

وا اورینا درنگاہم شد ہمہ عالم سیاہ
مبتلاے رنج و غم شد ہر گدا و ہر رئیس
میر خورشید علی صاحب نفیس پاک نفس
رفت در جنت قریب مونس انس و انیس
حبذا قدر بلند و رتبۂ والاے او
با نبی و با علی شد ہم انیس و ہم جلیس
ہیچ کس مثلش بہ فن مرثیہ گوئی نبود
از کسے نشنیدہ بودیم اینچنین نظم سلیس

در سیجی جو سال رحلتش گفتم کلیم
مسلمان بے جلوہ خورشید منبر بے نفیس

ایضاً

اینچہ غوغا ست در دہر اینچہ شور الامان
از جہان شد یادگار میر انس و انیس

جلوهٔ خورشید تابان از تو ای خورشید بود — از قدوم پاک تو جنت نفیس است ای نفیس
در غم تو ناله کش در ماتم تو نوحه خوان — ہر فقیر و ہر امیر و ہر غریب و ہر رئیس
نیست ممکن در گلستان جہان مانند تو — حکمران بودی تو اندر کشور نظم سلیس

گفت سال رحلت تو در سن ہجری کلیم
ساز بوسے الا بجنت شده روح نفیس
۱۳۱۸ھ

ایضاً

فریاد اے ناله که بود دل سینه خون — ہر لحظه مے شود بدل رنج و غم فزون
در شام سیزده بسه ساعت چه وقت بود — دانم سه غره ذیقعده را اکنون
شد از ریاض دہر جناب نفیس ہاے — از چشم خاص و عام چکد اشکہاے خون
مداح اہل بیت رسالت نہان شده — در ماتمش چسان نشود چرخ نیلگون

ہجری کلیم کرد سن رحلتش رقم
جاے نفیس یافت بجنت زہے سکون
۱۳۱۸ھ

ایضاً

چرا گلزار عالم مے نماید خار در چشمم — چرا این آب شیرین مذاقم مار آجن شد
چرا باغ زبان بے لاله و گلہا نظر آمد — چرا بزم بیان بے جلوهٔ نور محاسن شد
که بین صدر ایوان بلاغت رخت بربسته — ز رنج فرقتش ویران فصاحت را اماکن شد
بجنت شد نوید صبح خورشید علی طالع — فزون از نور او نور جنان در چشم خازن شد
به ہجرش ہندستان انگشت عالم شده محبس — خودش بے فکر در جاے نفیس خلد ساکن شد
به فن مرثیه گوئی امام مرثیه گویان — نجات اہل عالم را کلام پاک ضامن شد

کلیم از بہر سال ہجری فوتش رقم کردم
انیس و مونس جنت نفیس زہد باطوع شد
۱۳۱۸ھ

قطعه تاریخ از جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال

رونق بزم جہان چون در جہان بوده نفیس — مدح خوان و مرثیه گوے امام انس و جان

رفت از دار فنا سرگرم سوی ملک بقا
آشکارا حشر گردیدہ قیامت شد عیان

ہر یکے از ہر دو عالم گشت صرف ماتمش
شد بپا و رستش جہت ہنگامۂ آہ و فغان

بر زبانم آمد این مصراع تاریخش کمال
اے کمالے را زوال است و بہارے را خزان

۱۹۰۱ء

قطعہ تاریخ از جناب دلاور حسین صاحب متین

نفیس فخر اب وجد خود ز دار فنا
بخلد رفت چو در خدمتِ خلیق و انیس

کہ بود ہر یک ازینہا بشعر گوئے
بجمع مدح سرایان اہل بیت رئیس

نفیس آنکہ بود سہل ممتنع سخنش
پر از دقیق معانی و لفظہائے سلیس

ز لطف شاہ شہیدان بقصر علیین
بحور عین شدہ در غرفہ بلند جلیس

متین بگفت بتاریخ رحلتش ہاتف
نفیس یافتہ از کبریا مقام نفیس

۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از مرزا کاظم حسین صاحب محشر

حیف صد حیف آن سخندان شاعر یکتا نفیس
عالمے را از وفات خویش کرد اندوہگین

ہر دلے خون گشتہ ہر دیدہ جیحون از غمش
ہر لبے تبخالہ کرد از نالہ ہائے آتشین

اشک میریزد بجائے کوکب امشب آسمان
نالہ مے خیزد بجائے گرد امروز از زمین

ہر کسے وصافِ آن وصاف آل بوتراب
ہر یکے مداح آن مداح شاہ مومنین

روز و شب شد تیرہ و تاریک از فرط الم
شد نہان ماہ منیر از چشم و خورشید مبین

این قدر کافیست توصیفش بزہد و اتقا
بود جد امجد او سرگروہ ساجدین

ہم فصاحت از زبانش یافت شیرینی بکام
ہم بلاغت از بیانش یافت معنی دلنشین

آب و تاب از فیض نطقش یافتہ ہر بحر و بر
رنگ و بو از باغ طبعش داشتہ ہر گل زمین

نظم او بس ناظم ملک سخندانی بود
ہم برائے نظم دنیا ہم برائے نظم دین

منبر بزم عزا امروز بے نفس نفیس
گاہ بے شاہست گوئی خاتم جم بے نگین

بعد نصف اللیل در ذیقعدہ روز سیزدہ
مرغ روحش زین نشیمن شد سوئے خلد برین

روز سہ شنبہ و بپ شام بانسے کہ وشت | شد قریب قد مونس شربت جا گزین

مصرع سال وفاتش حشر از ہاتف شنید
مالک اقلیم مدحت شد سوے سلطان دین
۱۳۱۸ھ

ایضاً

چو کرد روبعدم میر مجلس شبیر | ز غم الم شد چاک چاک شد دل و صدر
بجمع شہرت فن نام نامیش خورشید | بر آسمان کمالات شاعری کالبدر
بملک نظم عیان گشتہ حشر اسے حشر | بشہر مرثیہ گوئی بپاست شورش غدر

نوشت از پئے سال وفات با دل زار
انیس اہل ارم شد نفیس عالی قدر
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از دلاور حسین صاحب آصف

افسوس جناب میر خورشید علی | زین عالم بے بقا بآن عالم شد

تاریخ وفات او رقم زد آصف
اے وا سے ز ذیقعدہ شب سیزدہ بُد
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب سید مہدی حسن واقف نبیرۂ حضرت نفیس مرحوم

روز و شب در الم فرقت جد مرحوم | چشم خون گرید و دل شعلہ دار د بفغان

واقف این مصرعۂ تاریخ وفات انشا کرد
از جہان رفت نفیس آہ بگلزار جنان
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب مولوی سید ہاشم صاحب زید پوری

از موت نفیس صاحب فضل و کمال | ہر آئینۂ قلب پر از گرد ملال

تاریخ وفات گفت فکر ہاشم
خورشید کمال ہائے آمد بزوال
۱۳۱۸ھ

قطعهٔ تاریخ از جناب ہدایت اللہ خان صاحب ہدا

فغان که دعبل و حسان عهد ما بگذشت … که بود محتشم و مقبل بلند انساب
انیس و مونس و مانوس انس و خلق و خلیق … نفیس نفس النفاس و ہم نفیس القاب
غیور و قانع و پابند وضع و دوست نواز … بزہد و ورع بسر شد ز عنفوان شباب
ز فیض مجلس او افتخار علم کلام … ادب ز صحبت او یافت عزت آداب
ورای مجالس و مسجد نرفت جای دگر … که بود مقدم او زیب منبر و محراب
بہ تر زبانی او موج فکر سرگردان … ز تاب بندش او سیل فہم در گرداب
کسی نبرد نفسی پیش طبع متواجش … که تاب دم زدن آسمان نبود مثل حباب
محیط مرکز علم عروض و قافیه نیز … بلیغ نظم ہمہ در روش باستیعاب
چنان بخلق درخشید آفتاب سخن … نظام شمس تابش فتاده در تب و تاب
جوان بفکر و جوان طبع و در کہن سالی … خطا نکرد گہی رای او ز استصواب
چه خوش محاوره دان و چه خوش فصیح بیان … که شسته بود زبانش بکوثر از سفت آب
نثار پژمرده و ہم زبان شیرینش … قلوب اہل مذاقان نمود استجلاب
نمود عمر خودش صرف مرثیه گوئی … چه روزها چه شب ہا شد از ثواب مثاب
بغیر لطف خدای قدیر ممکن نیست … که علمی بدل و جان نماید استحباب
چو نظم مدح و مصائب ز آل پاک نمود … بجلد پیش علی گشت بازگشت و ناب
بہ غمگسار ہمہ دوستان بعالم بود … چرا نه در غم او ناله کش شوند احباب
چنان بسوخت غم او عناصرم که نماند … سوای آتش سوزان ز خاک و باد و آب
درین محیط بہ ہشتاد و ہشت سال نزیست … شمرد موجه عمر روان چو موج سراب
کشید رخت بقا آخرش ز دار فنا … گذشت از سر اسباب عالم اسباب
رسید سیزدہم شب چو از مہ ذیقعد … که بود آن شب سه شنبه پریشان خواب
بنیم شب چو دو ساعت شد ارجعی بشنید … بطور کلمهٔ لبیک گفت ہم بجواب
نمرو بل ز ثنا خوانیش نبی و علی … طلب نمود بفردوس ہمرا استصحاب
خوشا وقار که چون تخته بند تربت شد … ز لطف برزخ او بر کشاد رحمت باب

زہے ضیاے ضمیر و صفاے حسن عمل	کہ خاک تیرہ منور شد از شب مہتاب
از انکہ سال وفاتش چو سر فرو بردم	سروش داد ندایم چنین بحسن خطاب
شمار سال وفاتش اگر تو مے خواہی	بطرز تازہ ہم از اسم سامیش دریاب
بگیر اول خورشید حرف آخر آن	دو چند ساز کہ باشد علے کفیل حساب ۱۳۱۸ھ

چو باز فکر نمودم بہ از سال وفات
ندا رسید کہ والا تبار خلد مآب
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

رخت سفر بست ز دار فنا	آہ چو ہمتاے خلیق و انیس

یاس رقم کرد چنان سال فوت
بادشہ ملک سخن بد نفیس
۱۳۱۸ھ

ایضاً

چو نفیس سخن آرا ز جہان کرد سفر	مثل او یاس درین عالم ایجاد نبود

این خبر داد پے سال وفاتش رضوان
اہل جنت ہمہ گویند کہ فردوسی شد
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب نواب یوسف حسین خانصاحب یوسف

دریغا کہ بربست رخت سفر	ازین کارگاہ جہان شد نفیس
فرو رفت خورشید در برج خاک	کہ از چشم مردم نہان شد نفیس
بہار گلستان مدح امام	ز معدومی تو خزان شد نفیس
بہ ہجر تو چون یوسف غمزدہ	فسردہ دل دوستان شد نفیس
خلش ہا چہ زد اندرین خار زار	بگلزار جنت روان شد نفیس

وز ان پس بہ ہمسایۂ شاہدین رفیق شہ انس و جان شد نفیس
باذن حضوری چو شد باریاب بخوان کرم میہمان شد نفیس

سر آہ برگیر و یوسف بگو
بدربار شاہ زمان شد نفیس

قطعہ تاریخ از سید یونس حسین صاحب یونس رضوی زید پوری

بہ پیرا سے چشم اشکِ غم مسلسل کہ از عالم نفیس نکتہ دان رفت
ثنا خوانِ ائمہ کرو رحلت ز دنیا شاعرِ معجز بیان رفت
مگو از ما جدا شد فخر حسان مگو از خلق سحبان زمان رفت
مگو شاہنشہ ملکِ فصاحت انیس خلد منزل از جہان رفت

پئے تاریخ اے یونس رقم کن
نفیسِ باہنر سوئے جنان رفت
۱۳۱۸ھ

عربی

قطع تاریخ از جناب محمد باقر صاحب سنجر پنشن یافتہ

اذا النفیس تغی نحبہ فقد فاز بہ بالعمید المستعان ذی القدس
فقلت مصرع تاریخ فوتہ جداً وانہ من الابیات آخر السدس
اذا اعددت بہ ثلثیہ تاریخین فقال اخر نفیس خطیرۃ القدس
۱۳۱۸ھ

وخذ اخر نفیس خطیرۃ القدس
۱۳۱۸ ہجری

ہٰذا ما نظمہ الادیب الکامل والاریب الفاضل الاروع الحلاحل المعقاد علیہ الاماجل سلیل المصطفیٰ السید حامد حسین دام فضلہ بدوام الفرقدین تلمیذ جناب ابہ السنی العالمین سلطان الفقہاء والمتکلمین صدر المحققین نجم الدین ابی الفضل مولانا السید ناصر حسین ادام اللہ ظلہم العالی مادام لموع القمرین واسطفاع البنیرین فی رثاء الشاعر الماہر وارث الفصاحۃ کابرا عن کابر مالک ازمۃ البلاغۃ والبراعۃ راس ذوی المہارۃ فی الصناعۃ والنساعۃ دعبل زمانہ وفرزدق اوانہ الذی کان شعراء عصرہ وخیرۃ راس ورئیس جناب السید خورشید علی المتخلص بالنفیس لازال سنہا فی حظائر التقدیس مکرما فی روضات الجنات بالتنفس وہو قصیدۃ طویلۃ قد لخصنا اکثر اشعارہا لاجل ہٰذا المقام حسبما امرہ لبعض الطالعین لہٰذا الکتاب۔

بقی المحب لیس بعد فقدہ نفیس — مثال احیا و بغیر دحیس

من بعدہ یرثی الحسین فصاحۃ — بلسان ہند عند ذوق نفوس

لم یبق فینا من یذکر تبنیا — الجلاس حبیب جمع و جلیس

اعنی بہم صحب الحسین و اہلہ — فی اللطف قد فازوا بلیغ نفوس

لم یبق مادحہم و بعد فنائہ — الف الانام لہ سوا البوس

مداحہم قد ساق نحو جنابہم — نجب الغرائم بازدیاد رسیس

من بعدہ یحیی الخواطر فرحۃ — بقرائۃ کتلاطم القاموس

بقرائۃ قد شنفت اذن الوریٰ — بقرائۃ احیت فؤاد جلیس

بقرائۃ تعلو الرواعد صوتہا — بقرائۃ نغما غمم تخمیس

بقرائۃ کزماجر من لابد — غضبان ینحو باغیاً الفریس

من بعدہ یحیی القلوب مسرۃ — بکلامہ المزری خمور کؤوس

لیس الممات لہ بطیب کلامہ — ولذکرہ فی الارض غیر دریس

ومذاق شہد کلامہ من بعدہ — بمدارک الاذواق کالمحسوس

ورثتہ احباب لہ تحت الثریٰ — وکلامہ فی الخلق خیر رسیس

من للصوارم والقواضب والقنیٰ — حتی تشبہا لضوء شموس

من للمهذب لميتة حسليما … بمحاسن و ملابس العروس
من ناعت لاسنة لعاذقه … يوم الكريهة في كماة شوس
من واهب جمع الخيول صفاتها … عند الثناء بلفظه المانوس
ان المجالس كالمجالس بعده … من علمنا لا زال كالمحبوس
انفيس كيف وجدت مدحك موجبا … يوم الممات لدى امتشائه نوس
انفيس كيف وجدت مدحك حينما … عفت المآثم من سطور طروس
لبست من خلل الجنان صنوافيا … اكرم بملبوس على ملبوس
انفيس من لاعزة و احبة … قلب الزمان لهم ظهور تروس
دافنهم مصفصفا و شتت شملهم … يلقاهم روع بوجه عبوس
كيف التكرار لهم وقد علموا باق … لا عود بعد الدفن للمرموس
قد كنت تذكرة لاسلاف مضوا … يوم افتقادك يوم فقد انيس
يوم افتقادك يوم فقد خليقهم … من كان للشعراء خير رئيس
لعد اليوم فيه او تحت الثرى … ما مثله و في العام من منحوس
يوم اشد شامة من داحس … يوم مشوم مثل حرب لبسوس
ان القلوب لاجل نعيك فارقت … في فرحها اسفا شجاج رؤس
منها واني قد ثنيتك مخلصا … ارجو بذاك رضاء رب نفوس
ولعزة الاموات حسن رثاء لهم … عند اشتداد جوى و يبس رسيس
فسقى الاله ثراك غيثا هامرا … فاذا امحت لاضواء بين شموس

ضروری التماس

جملہ خریداران معیار کیخدمت مین التماس ہی کہ اس گلدستہ کی دوسری جلد ختم ہوکے تیسری جلد کا نمبر دو بھی شائع ہوکے آپکی خدمت مین پہونچ چکا مگر ابھی تک آپ نے معاونت نہین فرمائی لہذا بطور یاددہانی گزارش ہی کہ حسب معمول دفتر کی اعانت فرمائیے تاکہ کارخانہ کا کام بسہولت انجام پاتا رہی اور جن حضرات نے دوسری جلد کی قیمت نہین ادا فرمائی انسے امید ہے کہ بفور ملاحظہ پرچہ ہذا قیمت مذکورہ ۱ ؏ ر حال کی پیشگی

روغن موتی
سیلان

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل ایکزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تحقیق فرمائی ہے کہ یہ سرما امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پھوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمے سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلےٰ فی تولہ تین روپیہ۔ خالص ممیرہ۔ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری کا سرمہ۔ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی ممیرے کے سرمے کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ۔ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے۔ (۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جلن اور کمزوری نظر۔ ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم ہو جانا ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم۔ ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ مانگلی صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔ (۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتر دیوی بعمر ۳۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے۔ اور پڑوال پڑ گئے تھے۔ اسکی آنکھیں عرصے سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھیں بمشکل دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور (۳) میں نے ممیرے کے سرمے کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا۔ مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو۔ یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ راقم۔ ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔ (۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لیے اس سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن۔ عہدہ پروفیسر ومرزی کالج لاہور۔